Over 180K Followers

22 TO 28 SEPTEMBER, 2025 ☆☆☆ ۲۲تا۲۸۔ستمبر۲۰۲۵ ☆☆☆

صارفین سے سرکار تک

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

# کنزیومر واچ

ایڈیٹر: نشید آفاقی

CONSUMER WATCH KARACHI

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

# پاکستان کی بندرگاہوں میں امریکا کی خصوصی دلچسپی

## پہاڑ، بادل اور خانقاہیں چین کا ایک صوفیانہ منظرنامہ

## کرپٹو کرنسی کی اہمیت اور پاکستان میں قانون سازی کی بحث

## پاکستان کی ٹیکسٹائل برآمدات: مواقع، چیلنجز اور مستقبل کی سمت

## امریکن ایگلز یونیورسٹی کی جانب سے قیصر اقبال وجدی اور حسنین اکبر بابا کو پی ایچ ڈی کی ڈگری جاری

# ٹک ٹاک اپنے صارفین کے لیے نئے فیچرز متعارف کرائے گا

بیجنگ (کنزیومر واچ نیوز) ویڈیو شیئرنگ پلیٹ فارم ٹک ٹاک آئندہ ہفتوں میں صارفین کے لیے وائس میسجز اور امیج شیئرنگ فیچر شامل کر کے ڈائریکٹ میسج (ڈی ایم) کا دائرہ کار بڑھانے جا رہا ہے۔ کمپنی کی جانب سے یہ اپ ڈیٹ پلیٹ فارم کو مزید بہتر سوشل اسپیس بنانا ہے تاکہ صارفین شارٹ فارم ویڈیو کانٹینٹ کے ساتھ دوستوں اور کمیونیٹیز کے ساتھ رابطہ کر سکیں۔ کمپنی کے ترجمان جاشیل جونز کے مطابق یہ نئے فیچرز ان تمام ٹک ٹاکرز کو دستیاب ہوں گے جن کو ڈی ایمز تک رسائی ہے۔ ترجمان نے واضح کیا کہ یہ تبدیلیاں کم عمر صارفین کے لیے نہیں ہوں گے۔ ان کا کہنا تھا کہ ڈائریکٹ میسجنگ صرف ان صارفین کے لیے دستیاب ہوگی جن کی عمر 16 برس یا اس سے زیادہ ہوگی۔ ٹک ٹاک نے تصدیق کی کہ یہ تبدیلی آئندہ چند ہفتوں میں بتدریج جاری کی جائے گی۔

# انسٹاگرام انفلوئنسرز کے لیے ان باکس مینجمنٹ ٹولز متعارف ہوں گے

نیو یارک (کنزیومر واچ نیوز) فوٹو اور ویڈیو شیئرنگ پلیٹ فارم انسٹاگرام انفلوئنسرز کے لیے ان باکس مینجمنٹ ٹولز متعارف کرانے جا رہا ہے۔ رپورٹس میں متعارف کرائے جانے والے ٹولز میں ملٹی سلیکٹ فلٹرز شامل ہوں گے جو صارفین کو تیزی سے پیغامات چھانٹ کر اہم پیغام کا جواب دینے میں مدد دیں گے۔ انسٹاگرام نے کسٹم شارٹ کٹ بنانے کے لیے ایک آپشن بھی شامل کیا ہے جس سے ترجیحی پیغامات کا فولڈر بنایا جا سکے گا۔ صارفین ایسے نئے فولڈرز بنا سکیں گے جو ان کی ترجیحات کی عکاسی کر سکیں گے۔ ان فولڈرز کو پیغام کی اقسام کی بنا پر ترتیب بھی دیا جا سکے گا۔ میٹا کے ذیلی پلیٹ فارم کا کہنا تھا کہ یہ ٹولز تخلیق کاروں کو مزید آزادی دیں گے تاکہ وہ مزید تخلیقی کام کر سکیں۔ کمپنی کے مطابق یہ ٹول سیٹ صرف ان صارفین کے لیے ہوگا جن کے ایک لاکھ سے زیادہ فالوورز ہوں گے۔

# موسمیاتی تبدیلیاں، 30 سال تک کی پیشگوئیاں درست ثابت

واشنگٹن (کنزیومر واچ نیوز) نئے مطالعے میں انکشاف کیا گیا ہے کہ موسمیاتی تبدیلی کے حوالے سے 30 سال پہلے کی پیشگوئیاں حیرت انگیز حد تک صحیح ثابت ہوئی ہیں۔

.1 عالمی درجہ حرارت

ایم آئی ٹی اور یونیورسٹ اف کیلیفورنیا اور ناسا کے محققین نے پایا کہ 1970 سے 2007 کے درمیان جو 17 کلائوڈ ماڈلز بنائے گئے ان میں سے 14 نے بعد میں ہونے والے عالمی درجہ حرارت کو بڑے حد تک درست انداز سے پیشگوئی کی تھی، یعنی تقریباً 82% ماڈلز نے ٹھیک نتائج دیے۔ یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ جو گرمائش ہم نے دیکھی وہ تقریباً وہی ہے جو کلائمیٹ ماڈلز نے 30 سال پہلے پیشگوئی کی تھی۔

.2 سمندر کی سطح کا اضافہ

ٹولین یونیورسٹی کے محققین نے تحقیق کی کہ 1996 میں آئی پی سی سی نے تقریباً 8 سینٹی میٹر (تقریباً 3 انچ) سمندر کی سطح کے اضافے کی پیشگوئی کی جو کہ اگلے 30 سال میں حقیقی طور پر 9 سینٹی میٹر ہوئی، حیرت انگیز حد تک 8 کے قریب نکلی۔

.3 مجموعی جائزہ

کاربن بریف اور ییل کلائمیٹ کنیکشنز جیسی تحقیقاتی رپورٹس بھی یہ ثابت کرتی ہیں کہ 1973 سے جاری ماڈلز نے گرین ہاؤس گیسوں کی تبدیلیوں کے اثرات کا کافی حد تک درست اندازہ لگایا، اگرچہ کچھ ماڈلز میں کم یا زیادہ پیشگوئی ہوئی تاہم مجموعی رجحان درست تھا۔ ناسا کی بھی تحقیق بتاتی ہے کہ 1970 کے بعد جاری ماڈلز نے مستقبل کے درجہ حرارت کے اندازوں میں کافی مہارت دکھائی، اور جب ماڈلز میں فرض کردہ ماحولیاتی عوامل کی غلطیوں کو درست کیا گیا، تو درست پیشگوئی کرنے والے ماڈلز کی تعداد 14 تک پہنچ گئی۔

# 2025 کے ابتدائی 6 ماہ کے دوران عالمی سولر انسٹالیشن میں بڑا اضافہ

ہانگ کانگ (کنزیومر واچ نیوز) ایک نئی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ 2025 کے ابتدائی چھ ماہ میں عالمی سطح پر 380 گیگاواٹ کی نئی سولر کیپسٹی انسٹال کی گئی جس میں چین کا کردار نصف سے زیادہ رہا۔ انرجی تھنک ٹینک Ember کی تازہ ترین رپورٹ کے مطابق 2025 کے ابتدائی چھ ماہ میں عالمی سطح پر شمسی توانائی سے بجلی کی پیداوار میں 380 گیگاواٹ کا اضافہ کیا گیا جو کہ 2024 کے ابتدائی چھ ماہ سے 64 فی صد زیادہ ہے، اس عرصے میں 232 گیگاواٹ انسٹال کیے گئے تھے۔ 2024 میں دنیا 350 گیگاواٹ تک ستمبر میں پہنچی تھی جبکہ 2025 میں یہ ہندسہ جون کے مقابلے میں دگنے سولر انسٹال کیا س کے پہلے چھ ماہ میں چین گزشتہ برس میں دگنی انسٹالیشن کیں۔ جس پوری دنیا کی مجموعی شمسی توانائی پیدا کیا۔ 2024 کے پہلے نے عالمی سولر انسٹالیشنز کا تھا۔ چین کے علاوہ تمام 2024 کے ابتدائی چھ ماہ گیگاواٹ انسٹال کیے جو کہ ششماہی کے مقابلے میں 15

میں حاصل کر لیا گیا ہے۔ چین نے پوری دنیا دوڑ میں چین سرفہرست رہا۔ 2025 اس ہی دورانیے کے مقابلے کے نتیجے میں چین نے کی پیداوار کا دگنا حصہ ششماہی میں چین 54 فی صد حصہ لگایا دیگر ممالک نے میں تقریباً 124 2024 کے پہلے فی صد زیادہ ہے۔

# ذائقہ دار چاکلیٹ کی تیاری میں بیکٹیریا کا اہم کردار

لاہور (کنزیومر واچ نیوز) چاکلیٹ کے ذائقے اور خوشبو کی تیاری میں بیکٹیریا کا کردار بنیادی ہے۔ دراصل کوکو بینز جب توڑی جاتی ہیں تو ان کا ذائقہ ابھی کڑوا اور بے ذائقہ" ہوتا ہے۔ اصل ذائقہ fermentation (خمیر کاری) کے دوران بنتا ہے اور یہی عمل بیکٹیریا اور خمیر (yeast) کی مدد سے ہوتا ہے۔ تازہ کوکو بینز کو گودے سمیت ڈھیر یا لکڑی کے ڈبوں میں ڈال کر ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے yeast (قدرتی خمیر) شوگر کو alcohol میں بدلتے ہیں۔ اس کے بعد acid lactic bacteria آتے ہیں جو شوگر اور لیکٹک ایسڈ بناتے ہیں۔ نتیجے بینز کے اندرونی اینزائمز کو فعال کرتا aceticacid اسیٹک ہیں۔ اس عمل سے درجہ جاتا ہے۔ بینز کے کیمیائی ردعمل شروع کے بنائے ہوئے تشکیل ہوتے ہو تو بیکٹیریا کا کام ایک خاص مقدار یا کم خمیر کاری ذائقے

میں درجہ حرارت بڑھتا ہے اور تیزابیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ ہے۔ اگلے مرحلے میں bacteria ایسڈ کو (سرکہ تیزاب) میں بدلتے حرارت 45–50°C تک پہنچ خلیے مر جاتے ہیں اور اندرونی ہوتا ہے۔ بیکٹیریا اور ان ایسڈز + گرمی سے پروٹین ہیں۔ اگر فرمینٹیشن درست تیزابیت اور الکوحل کی تک محدود رہتا ہے۔ زیادہ کو بگاڑ دیتی ہے۔

22 TO 28 SEPTEMBER, 2025 ☆☆☆ ۲۲تا۲۸ـ ستمبر ۲۰۲۵

صارفین سے سرکار تک

چیف ایڈیٹر : شیخ راشد عالم

# کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH KARACHI

https://www.facebook.com/ Consumer-watch.com

**مجلس ادارت:**

● چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ● ایگزیکٹو ایڈیٹر: ڈاکٹر ہما بخاری ● ایڈیٹر: نشید آفاقی

● لیگل ایڈوائزر: ندیم شیخ ایڈووکیٹ ● ایم ڈی سیلز اینڈ مارکیٹنگ: ظفر حسین،

● ڈائریکٹر بزنس ڈیولپمنٹ: ثوبیہ شاکر علی ● پریس منیجر: شکیل احمد خان

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

دفتر کا پتہ: H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی
فون نمبر: 021-34528802-3

## فرمان الٰہی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

(جب وہ) ان میں (ان نعمتوں کو دیکھیں گے تو بے ساختہ) کہیں گے سبحان اللہ اور آپس میں ان کی دعا اسلام علیکم ہوگی اور ان کا آخری قول یہ (ہوگا) کہ اللہ رب العالمین حمد (اور اس کا شکر ہے۔)
سورۃ یونس 10 - آیت نمبر 10

## مجھے ہے حکم اذاں..................!

اسٹیٹ بینک پاکستان نے گزشتہ ماہ بینکوں کے ڈپازٹس کے حوالے سے رپورٹ جاری کردی۔ اسٹیٹ بینک کے جاری کردہ اعداد وشمار کے مطابق بینکوں کے ڈپازٹس اگست میں 183 ارب بڑھ کر 34463 ارب روپے ہوگئے جس کے بعد ایک سال میں بینکوں کے ڈپازٹس 3685 ارب روپے تک بڑھ گئے ہیں۔ اگست کے مہینے میں بینکوں کے ایڈوانسز 72 ارب روپے کم ہوکر 12289 ارب روپے ہوگئے جب کہ بینکوں کے ایڈوانسز ایک سال میں 1350 ارب روپے سے بڑھ گئے۔ اسٹیٹ بینک کے مطابق بینکوں کی سرمایہ کاری اگست میں 112 ارب روپے بڑھ کر 36303 ارب روپے ہوگئی، بینکوں کی سرمایہ کاری ایک سال میں 17 فیصد اضافے سے 5270 ارب روپے بڑھی۔ مرکزی بینک کا بتانا ہے کہ اگست میں بینکوں کا ڈپازٹ انوسٹمنٹ تناسب 105.30 فیصد رہا اور اگست میں بینکوں کا ڈپازٹس ایڈوانس تناسب 35.7 فیصد رہا دوسری طرف پاکستان نے اپنی ڈیجیٹل ادائیگیوں کے نظام کو عرب دنیا کے ''بونا'' (Buna) سسٹم کے ساتھ جوڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ سسٹم عرب مانیٹری فنڈ (اے ایم ایف) کی نگرانی میں کام کرتا ہے، اس کے ذریعے سرحد پار ادائیگیوں کے نظام کو مربوط کیا جائے گا لیکن یہ صرف بیرون ملک مقیم پاکستانیوں سے رقوم وصول کرے گا، رقوم کی بیرون ملک منتقلی کی اجازت نہیں ہوگی۔ ادھر پاکستان 30 ستمبر 2025 کو میچور ہونے والے 50 کروڑ ڈالر کے یورو بانڈ کی ادائیگی کے لیے پوری طرح تیار ہے، یہ وہ وقت ہے جب آئی ایم ایف کا جائزہ مشن اسلام آباد کا دورہ کرے گا تاکہ قرض پروگرام (EFF) کے تحت دوسرا جائزہ مکمل کیا جاسکے۔

قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے خزانہ کے اجلاس کے بعد صحافیوں سے مختصر گفتگو میں گورنر اسٹیٹ بینک جمیل احمد کا کہنا تھا کہ ہم نے 30 ستمبر تک 50 کروڑ ڈالر یورو بانڈ کی ادائیگی کا بندوبست کرلیا ہے اور اس ادائیگی سے زرمبادلہ کے ذخائر پر کوئی دباؤ نہیں پڑے گا۔ انہوں نے کمیٹی کو بتایا کہ مالی سال 2025-26 کے دوران 26 ارب ڈالر کے بیرونی قرضوں کی ادائیگی کی جانی ہے جن میں سے 3.5 ارب ڈالر پہلے ہی ادا کیے جاچکے ہیں، باقی واجب الادا قرضوں میں سے 9 ارب ڈالر دوست ممالک کی طرف سے دیے گئے ڈپازٹس ہیں جو وقت آنے پر رول اوور کردیے جائیں گے۔ پاکستان اور آئی ایم ایف کے درمیان 7 ارب ڈالر کے EFF معاہدے کے تحت 25 ستمبر سے اکتوبر کے پہلے ہفتے تک جائزہ مذاکرات طے ہیں۔ اعلیٰ سرکاری ذرائع کا کہنا ہے کہ گورنر اسٹیٹ بینک کے اس بیان سے کہ زرمبادلہ کے ذخائر پر دباؤ نہیں پڑے گا، اس بات کا عندیہ ملتا ہے کہ یا تو اسلام آباد کو کسی بیرونی آمدنی کی توقع ہے یا مرکزی بینک مارکیٹ سے ڈالر خریدنے کا سلسلہ جاری رکھے گا تاکہ بروقت ادائیگی کو یقینی بنایا جاسکے۔

خیر اندیش
شیخ راشد عالم
چیف ایڈیٹر کنزیومر واچ

## Top Stories ٹاپ اسٹوریز

پاکستان کی بندرگاہوں میں امریکا کی خصوصی دلچسپی

PAGE 04

ڈی ایٹ ممالک کا 2030 تک 500 ارب ڈالر کا تجارتی ہدف

PAGE 08

کرپٹو کرنسی کی اہمیت اور پاکستان میں قانون سازی کی بحث

PAGE 05

امریکن ایگلز یونیورسٹی کی جانب سے قیصر اقبال وجدی اور حسنین اکبر بابا کو پی ایچ ڈی کی ڈگری جاری

PAGE 10

پہاڑ، بادل اور خانقاہیں چین کا ایک صوفیانہ منظر نامہ

PAGE 06

قرضوں کے لحاظ سے پاکستان کی پوزیشن بہتر ہوئی، وزارت خزانہ

PAGE 11

چیف ایڈیٹر و پبلشر شیخ راشد عالم نے فیئر پرنٹنگ پریس راجہ کوثر بلڈنگ، برنس روڈ سے چھپوا کر H-41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2 کراچی سے شائع کیا

# پاکستان کی بندرگاہوں میں امریکا کی خصوصی دلچسپی

کنزیومرواچ رپورٹ

### تعارف

پاکستان اپنی جغرافیائی حیثیت اور بحری راستوں کے ذریعے ہمیشہ خطے میں ایک اہم تجارتی گیٹ وے رہا ہے۔ کراچی، پورٹ قاسم اور گوادر جیسی اسٹریٹجک بندرگاہیں نہ صرف ملکی معیشت کا ستون ہیں بلکہ وسطی ایشیا، خلیج اور جنوبی ایشیا کے ممالک کے لیے بھی تجارتی راستوں کا سب سے مختصر اور محفوظ ذریعہ فراہم کرتی ہیں۔ حالیہ برسوں میں ان بندرگاہوں کی ترقی اور ان میں سرمایہ کاری کے بڑھتے امکانات نے امریکا اور قازقستان جیسے ممالک کو بھی اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے۔

### امریکا کی بڑھتی دلچسپی

حالیہ دنوں میں امریکا کی جانب سے پاکستان کی بندرگاہوں میں دلچسپی بڑھتی نظر آ رہی ہے۔ قدرتی وسائل سے متعلق معاہدے کے بعد ایک امریکی وفد نے وزارت بحری امور کا دورہ کیا۔ اس دوران وفاقی سیکریٹری سید ظفر علی شاہ نے وفد کو پاکستان کی بندرگاہوں کی موجودہ سہولتوں، آپریشنل استعداد اور سرمایہ کاری کے مواقع پر تفصیلی بریفنگ دی۔

### کراچی پورٹ کی اہمیت

کراچی پورٹ ملک کی مجموعی تجارت کا 54 فیصد سنبھالتا ہے، جبکہ اس کی سالانہ گنجائش 12 کروڑ 50 لاکھ ٹن ہے۔ اس بندرگاہ میں تین نجی کنٹینر ٹرمینلز، بلک اور لیکویڈ کارگو سہولتیں، اور جدید ڈرائی کارگو برتھ موجود ہیں۔ حال ہی میں اس کی عالمی رینکنگ بہتر ہو کر 405 کنٹینر بندرگاہوں میں سے 61 ویں نمبر پر پہنچ گئی ہے۔ مزید یہ کہ اس بندرگاہ نے ملک کے سب سے بڑے 400 میٹر لمبے جہاز کو کامیابی سے ہینڈل کیا ہے، جو اس کی جدید صلاحیت کا مظہر ہے۔

### پورٹ قاسم میں سرمایہ کاری کے مواقع

امریکی وفد کو بتایا گیا کہ پورٹ قاسم میں بلک، بریک بلک، کنٹینرائزڈ کارگو ہینڈلنگ اور آف ڈاک ٹرمینلز میں سرمایہ کاری کے بڑے مواقع موجود ہیں۔ چیئرمین پورٹ قاسم اتھارٹی (پی کیو اے) نے جاری منصوبوں کے بارے میں آگاہ کیا جن میں نیویگیشن چینلز کی ڈریجنگ، ساحلی اکنامک زون کی ترقی، ایل این جی ٹرمینلز اور ملٹی پرپز کارگو ٹرمینلز کے منصوبے شامل ہیں۔

### امریکی وفد کا ردعمل

وفد نے ایل این جی ٹرمینلز اور بلک کارگو ہینڈلنگ میں خاص دلچسپی کا اظہار کیا اور پاکستان کی بندرگاہوں کو خطے کی معاشی ترقی کے لیے کلیدی اثاثہ قرار دیا۔ یہ پیش رفت مستقبل قریب میں امریکا اور پاکستان کے درمیان تجارتی و معاشی تعاون کو مزید مضبوط بنا سکتی ہے۔

### قازقستان کی توجہ: وسطی ایشیا کی بندرگاہی ضروریات

امریکا کے ساتھ ساتھ قازقستان نے بھی پاکستان کی بندرگاہوں میں گہری دلچسپی ظاہر کی ہے۔ قازق وزیرِ ٹرانسپورٹ نورلان سواران بائیف کی قیادت میں ایک وفد نے وزارتِ بحری امور کا دورہ کیا، جس میں سمندری تعاون کے فروغ اور ٹرانسپورٹ کوریڈورز کی ترقی پر تبادلہ خیال کیا گیا۔

### وسطی ایشیائی ممالک کے لیے پاکستان کی بندرگاہیں

قازقستان اور دیگر وسطی ایشیائی ممالک کے پاس براہِ راست سمندر تک رسائی نہیں ہے، جس کے باعث وہ اپنی تجارت کے لیے کسی تیسرے ملک کے راستوں پر انحصار کرتے ہیں۔ پاکستان کی بندرگاہیں، بالخصوص کراچی، پورٹ قاسم اور گوادر، ان کے لیے بحیرہ؟ عرب تک سب سے قریبی اور لاگت میں کم راستہ فراہم کرتی ہیں۔

### کثیرالجہتی ٹرانسپورٹ کوریڈورز

وفد نے اس بات پر زور دیا کہ وسطی ایشیا کو بحیرہ؟ عرب سے جوڑنے والے کثیرالجہتی ٹرانسپورٹ کوریڈورز نہ صرف خطے کی تجارت کو فروغ دیں گے بلکہ عالمی سطح پر ایک نیا تجارتی راستہ کھولیں گے۔ اس تناظر میں گوادر پورٹ خصوصی اہمیت اختیار کرتی ہے کیونکہ یہ چین-پاکستان اقتصادی راہداری (سی پیک) کا مرکزی نقطہ ہے۔

### سی پیک اور علاقائی روابط

پاکستان کی بندرگاہوں کی اسٹریٹجک اہمیت میں سب سے بڑا کردار سی پیک منصوبے کا ہے۔ چین کے ساتھ مل کر شروع کیا گیا یہ منصوبہ پاکستان کو نہ صرف ایک ٹرانزٹ حب بناتا ہے بلکہ وسطی ایشیا کو بھی عالمی منڈیوں تک براہِ راست رسائی دیتا ہے۔

### قازقستان کے لیے مواقع

وفاقی سیکریٹری سید ظفر علی شاہ نے واضح کیا کہ قازقستان سی پیک کے تحت کنٹینر ہینڈلنگ، لاجسٹکس اور آف ڈاک ٹرمینلز جیسے شعبوں سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، کے پی ٹی اور پی کیو اے کے حکام نے بھی وسطی ایشیائی کارگو کو سنبھالنے کی اضافی گنجائش پر روشنی ڈالی۔

### گوادر پورٹ: مستقبل کا اقتصادی مرکز

گوادر پورٹ، جو بلوچستان میں واقع ہے، پاکستان کی بندرگاہی ترقی میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ بندرگاہ نہ صرف خلیجی ممالک بلکہ مشرق وسطی، افریقہ اور یورپ کے ساتھ بھی تجارت کو فروغ دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

### ساحلی اکنامک زون کی ترقی

گوادر میں ساحلی اکنامک زون کے قیام سے صنعتی ترقی، سرمایہ کاری اور روزگار کے مواقع بڑھیں گے۔ یہ زون وسطی ایشیائی ریاستوں کے لیے ایک ایسا دروازہ ثابت ہو سکتا ہے جو انہیں عالمی تجارت کا حصہ بنائے گا۔

### پاکستان کے لیے معاشی امکانات

امریکا اور قازقستان کی دلچسپی اس بات کا ثبوت ہے کہ پاکستان کی بندرگاہیں عالمی سرمایہ کاروں کے لیے کشش رکھتی ہیں۔ یہ پیش رفت پاکستان کو نہ صرف خطے میں تجارتی مرکز بنائے گی بلکہ ملکی معیشت کے استحکام، زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافے اور روزگار کے نئے مواقع بھی پیدا کرے گی۔

### چیلنجز

تاہم اس ترقی کے ساتھ ساتھ کچھ چیلنجز بھی ہیں۔ ان میں انفراسٹرکچر کی مزید بہتری، سیکیورٹی کے خدشات، اور جدید ٹیکنالوجی کی ضرورت شامل ہیں۔ اگر حکومت ان پہلوؤں پر توجہ دے تو پاکستان کی بندرگاہیں دنیا کے بڑے ٹریڈنگ حب میں شامل ہو سکتی ہیں۔ پاکستان کی اسٹریٹجک بندرگاہیں خطے کی تجارتی سرگرمیوں کا محور بنتی جا رہی ہیں۔ امریکا اور قازقستان کی دلچسپی اس بات کا اشارہ ہے کہ مستقبل میں یہ بندرگاہیں نہ صرف پاکستان بلکہ پورے خطے کی معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی ثابت ہوں گی۔ سی پیک، گوادر پورٹ اور دیگر ترقیاتی منصوبے پاکستان کو عالمی تجارت کا لازمی حصہ بنانے کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔ اگر موجودہ رفتار کو برقرار رکھا گیا تو آنے والے برسوں میں پاکستان واقعی خطے کی معاشی ترقی کا مرکز بن سکتا ہے۔

### کنزیومر واچ نیوز

دنیا تیزی سے ڈیجیٹل معیشت کی طرف بڑھ رہی ہے۔ آج کے دور میں کرپٹو کرنسی محض ایک مالیاتی ایجاد نہیں رہی بلکہ عالمی سطح پر اسے نئی معیشت کی بنیاد سمجھا جا رہا ہے۔ پاکستان میں بھی یہ موضوع پارلیمان تک پہنچ چکا ہے، جہاں سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے خزانہ نے حالیہ اجلاس میں ورچوئل اثاثہ جات بل 2025 پر غور کیا۔ کمیٹی کے ارکان نے خدشہ ظاہر کیا کہ اگر قوانین بہت سخت

بڑے ممالک میں شامل ہے۔ لاکھوں پاکستانی نوجوان فری لانسنگ کے ذریعے کمائی کرتے ہیں اور کرپٹو کرنسی کے ذریعے ادائیگی وصول کرتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ورچوئل اثاثہ جات بل 2025 کو مستقبل کی ڈیجیٹل معیشت کے لیے ایک اہم پیش رفت قرار دیا جا رہا ہے۔

اسٹارٹ اپس اور آئی ٹی ایکسچینجز ہزاروں نوجوانوں کے لیے روزگار کے نئے راستے پیدا کر سکتی ہیں۔

**کرپٹو کرنسی کے خدشات اور خطرات**

**منی لانڈرنگ اور غیر قانونی سرگرمیاں**

کرپٹو کرنسی کی غیر مرکزی نوعیت اسے منی لانڈرنگ اور غیر قانونی سرگرمیوں

**متوازن قانون سازی کی ضرورت**

پاکستان کے لیے سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ وہ ایک ایسا نظام بنائے جو سرمایہ کاروں کو سہولت دے اور غیر قانونی سرگرمیوں کو روکے۔

ریگولیٹری اتھارٹی کے صوابدیدی اختیارات محدود کیے جائیں۔

رجسٹریشن اور لائسنسنگ کا عمل آسان اور شفاف بنایا جائے۔ عالمی اداروں کے ساتھ تعاون بڑھایا جائے تاکہ منی لانڈرنگ روکی جا سکے۔ عوام کو مالیاتی تعلیم اور کرپٹو کرنسی کے خطرات سے آگاہ کیا جائے۔

# کرپٹو کرنسی کی اہمیت اور پاکستان میں قانون سازی کی بحث

ہوئے تو اس سے نہ صرف سرمایہ کاری رک جائے گی بلکہ ڈیجیٹل معیشت کا فروغ بھی مشکل ہو جائے گا۔ اس بحث نے ایک بار پھر یہ سوال اٹھا دیا ہے کہ پاکستان کرپٹو کرنسی کو کس طرح اپنائے اور ریگولیٹ کرے تاکہ معیشت کو فائدہ ہو اور غیر قانونی سرگرمیوں سے بھی بچا جا سکے۔

**کرپٹو کرنسی کا عالمی ارتقاء**

2009ء میں پہلی کرپٹو کرنسی بٹ کوائن سامنے آئی۔ اس کا بنیادی مقصد ایک غیر مرکزی (Decentralized)، شفاف اور محفوظ لین دین کا نظام فراہم کرنا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ ہزاروں نئی کرپٹو کرنسیاں وجود میں آئیں، جن میں ایتھریم، ریپل اور لائٹ کوائن نمایاں ہیں۔ آج دنیا بھر میں کھربوں ڈالر مالیت کی کرپٹو کرنسی کا لین دین ہو رہا ہے۔

امریکا، یورپ اور ایشیا کے کئی ممالک نے اس شعبے کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اسے اپنی مالیاتی پالیسیوں کا حصہ بھی بنایا۔ یہ دبئی، سنگاپور اور ملائیشیا جیسے ممالک نے ریگولیٹڈ ایکسچینجز قائم کر کے خطے میں سرمایہ کاری کے بڑے مراکز بنائے۔

**پاکستان میں کرپٹو کرنسی کی موجودہ صورتحال**

پاکستان میں کرپٹو کرنسی پر ابھی کوئی واضح اور مکمل قانون سازی نہیں ہوئی۔ اسٹیٹ بینک نے ماضی میں کرپٹو کرنسی کو غیر قانونی قرار دیا تھا لیکن عوام کی دلچسپی اور عالمی رجحان کو دیکھتے ہوئے اب ریگولیشن پر غور کیا جا رہا ہے۔ رپورٹوں کے مطابق پاکستان کرپٹو کرنسی استعمال کرنے والے دنیا کے

**سینیٹ کی قائمہ کمیٹی خزانہ اور ورچوئل اثاثہ جات بل 2025**

حالیہ اجلاس میں کمیٹی نے بل پر غور کرتے ہوئے کئی اہم نکات اٹھائے۔ کمیٹی کے چیئرمین سلیم مانڈوی والا نے کہا کہ اتھارٹی کو این او سی اور لائسنس دینے کے صوابدیدی اختیارات نہیں ہونے چاہئیں۔ سینیٹر انوشہ رحمن نے زور دیا کہ اتھارٹی کے چیئرمین کے لیے ڈیجیٹل فنانس کی تعلیم ضروری ہونی چاہیے تاکہ وہ اس جدید شعبے کو بہتر انداز میں ریگولیٹ کر سکیں۔

اجلاس کو بتایا گیا کہ کرپٹو کرنسی کا کاروبار صرف کمپنیاں کر سکیں گی، انفرادی سطح پر اجازت نہیں ہو گی۔ مزید یہ کہ کمپنیاں لائسنس کے لیے تین تین درخواستیں جمع کروائیں گی اور ڈائریکٹرز کے خلاف کسی جرم کے فیصلے کی صورت میں لائسنس منسوخ کر دیا جائے گا۔

کمیٹی نے خدشہ ظاہر کیا کہ اس قدر سخت شرائط کاروبار کے فروغ میں رکاوٹ ڈالیں گی اور یہ صنعت ترقی کرنے سے پہلے ہی دب جائے گی۔

**کرپٹو کرنسی کی معاشی اہمیت**

1۔ سرمایہ کاری کے مواقع

کرپٹو کرنسی دنیا بھر میں سرمایہ کاری کا نیا ذریعہ ہے۔ بڑے ادارے اور انفرادی سرمایہ کار دونوں اس مارکیٹ کی طرف متوجہ ہیں۔ پاکستان اگر اس شعبے کو ریگولیٹ کر کے سرمایہ کاروں کو تحفظ فراہم کرے تو اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری کھینچ سکتا ہے۔

2۔ فری لانسنگ اور آئی ٹی انڈسٹری

پاکستان فری لانسنگ کے شعبے میں دنیا کے سرفہرست ممالک میں شامل ہے۔ ہزاروں نوجوان کرپٹو کرنسی میں ادائیگی وصول کرتے ہیں۔ اگر حکومت اس کو آسان اور محفوظ بنائے تو برآمدات میں نمایاں اضافہ ہو سکتا ہے۔

3۔ روایتی بینکاری کے مسائل کا حل

پاکستان کے دیہی علاقوں میں لاکھوں افراد بینکاری نظام سے باہر ہیں۔ کرپٹو کرنسی ایسے لوگوں کے لیے ڈیجیٹل مالیاتی شمولیت کا دروازہ کھول سکتی ہے۔

4۔ روزگار کے مواقع

کرپٹو کرنسی اور بلاک چین ٹیکنالوجی پر مبنی

کے لیے پرکشش بنا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ریگولیشن کے بغیر یہ خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔

**فراڈ اور جعلی اسکیمز**

پاکستان میں کئی جعلی کرپٹو اسکیمز سامنے آئیں جنہوں نے عوام کو لاکھوں روپے کا نقصان پہنچایا۔ عوامی شعور اور ریگولیٹری اداروں کی سخت نگرانی کے بغیر یہ خطرہ برقرار رہے گا۔

**قیمتوں کا شدید اتار چڑھاؤ**

کرپٹو کرنسی مارکیٹ انتہائی غیر مستحکم ہے۔ ایک دن میں قیمت کئی گنا بڑھ یا گر سکتی ہے۔ اس اتار چڑھاؤ کی وجہ سے سرمایہ کار بڑے نقصانات بھی اٹھا سکتے ہیں۔

**پاکستان کے لیے مستقبل کے امکانات**

اگر پاکستان بروقت اور دانشمندانہ قانون سازی کرے تو کرپٹو کرنسی ملکی معیشت کے لیے گیم چینجر ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ نہ صرف غیر ملکی سرمایہ کاری کو راغب کرے گی بلکہ نوجوانوں کو جدید مالیاتی دنیا سے جوڑ کر انہیں عالمی مارکیٹ میں مسابقت کے قابل بھی بنائے گی۔ اس کے برعکس اگر ضرورت سے زیادہ سخت شرائط عائد کی گئیں تو یہ صنعت غیر قانونی راستے اختیار کرے گی اور پاکستان عالمی دوڑ میں پیچھے رہ جائے گا۔ کرپٹو کرنسی اب ایک عالمی حقیقت ہے جس سے نظر نہیں چرائی جا سکتی۔ پاکستان کے پالیسی سازوں کو اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے ایسا نظام قائم کرنا ہوگا جو ڈیجیٹل معیشت کو فروغ دے اور عوام کو تحفظ فراہم کرے۔ ورچوئل اثاثہ جات بل 2025 ایک اہم قدم ہے لیکن اصل کامیابی تبھی ممکن ہے جب قوانین توازن پر مبنی ہوں۔ اگر حکومت اور ادارے بروقت اقدامات کریں تو کرپٹو کرنسی پاکستان کے لیے ترقی، روزگار اور عالمی مسابقت کا نیا دروازہ کھول سکتی ہے۔

Over 180K Followers on social media now shining in print too

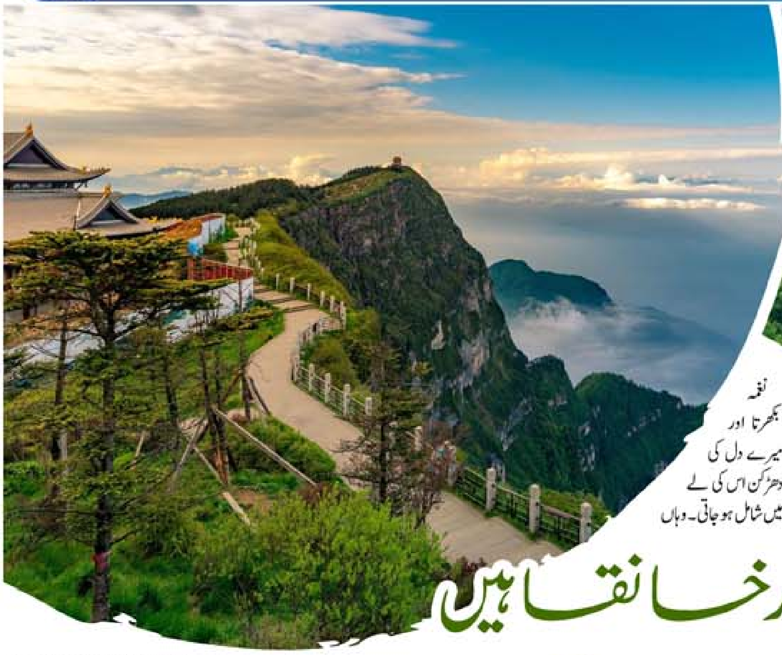

نئے جہاں کی تلاش

ارم زہرا (وینزو، چین)

# پہاڑ، بادل اور خانقاہیں

# چین کا ایک صوفیانہ منظر نامہ

صبح کا سورج ابھی پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہلکی سی کرن بکھیر رہا تھا ہوا میں ٹھنڈک اور کسی انجانی خوشبو کی لپٹیں گھلی ہوئی تھیں۔ میں جب پہاڑ کے دامن سے اوپر کی طرف چڑھنے لگی تو یوں محسوس ہوا جیسے ہر قدم مجھے اپنی ذات کے اندر کہیں اور گہرا کر رہا ہے۔ راستہ پتھریلا ضرور تھا مگر خاموشی ایسی جیسے وقت تھم گیا ہو۔ بس کبھی کبھار کسی پرندے کی صدا یا ہوا کے جھونکے میں درختوں کے پتے سرسرا کر مجھ سے باتیں کرنے لگتے۔

چین کے پہاڑ اور خانقاہیں دیکھتے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ فطرت میں غور و فکر انسان کو اللہ کی قدرت اور اس کی حکمت کا احساس دلاتا ہے۔ قرآن کی وہ آیات یاد آئیں جو ہمیں تدبر کرنے کی دعوت دیتی ہیں

"افلا ینظرون ال الیل یف خلقت"، یعنی اللہ کی مخلوقات میں غور کرنے سے انسان اپنے رب کی عظمت کو پہچان سکتا ہے۔ ہر چوٹی، ہر وادی، ہر جھونکا جیسے یہ کہہ رہا ہو کہ "غور کرو، سکون تلاش کرو، اور اپنی روح کو بلند کرو۔"

چند ہی لمحوں بعد سامنے ایک قدیم دروازہ ابھرا۔ لکڑی کا وہ دروازہ صدیوں کی تھکن لیے کھڑا تھا، اور اس پر وقت کے ہاتھوں کے بنے زخم تھے، لیکن اس کی عظمت میں کوئی کمی نہ تھی۔ جیسے کسی صوفی درویش کی آنکھوں میں برسوں کی ریاضت کے باوجود سکون اور انکسار جھلکتا ہے۔ اندر داخل ہوئی تو ہلکی سی خوشبو نے استقبال کیا، لوبان اور جلتے ہوئے عود کی ملی جلی خوشبو جو دل کے اندھیروں کو اجالے میں بدل دیتی ہے۔

ہال کے وسط میں ایک بلند قامت بودھ مجسمہ خاموشی کے ساتھ بیٹھا تھا۔ آنکھیں نیم وا، ہونٹوں پر پرسکون تبسم، اور پورا وجود گویا عبادت کی تفسیر۔ میں نے سوچا کہ اگرچہ یہ اسلامی خانقاہ نہیں، مگر یہاں کی خاموشی اور ریاضت کی فضا ہمیں توحید، سکونِ قلب، اور روحانی بلندی کا سبق دیتی ہے۔

خانقاہ کے ایک گوشے میں نوجوان راہب کتابوں میں ڈوبے بیٹھے تھے۔ ان کی آنکھوں میں دنیاوی خواہشوں کی چمک نہیں، بلکہ نور تھا جو مسلسل عبادت اور مطالعے سے پیدا ہوتا ہے۔ میں نے انہیں دیکھ کر سوچا کہ اسلامی صوفیا جیسے امام غزالی یا بہاء الدین نقشبندی بھی اپنی ریاضت اور ذکر کے ذریعے اسی روشنی کو حاصل کرتے تھے۔ پہاڑی کے دامن سے اوپر بڑھتے ہوئے ایک چھوٹی سی گھنٹی ہوا کے ساتھ بجتی ہے۔ ہر جھونکے پر وہ نرم سا نغمہ بکھرتا اور میرے دل کی دھڑکن اس کی لے میں شامل ہو جاتی۔ وہاں کھڑے ہو کر مجھے یوں لگا جیسے زمین اور آسمان کے بیچ میرا وجود کہیں تحلیل ہو رہا ہے، اور اللہ کی عظمت کے سامنے میری عاجزی محسوس ہوتی ہے۔

خانقاہ کے صحن سے نیچے جھانکا تو وادیاں سبز چادر اوڑھے سو رہی تھیں۔ بادل کبھی پہاڑ کی چوٹیوں کو چھوتے، کبھی نیچے اتر کر درختوں سے لپٹ جاتے۔ منظر ایسا تھا جیسے قدرت نے کینوس پر سکون کے رنگ بکھیر دیے ہوں۔ میں نے دعا کی کہ اللہ ہمیں اپنی تخلیق میں غور و فکر اور اس کے نزدیک ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس تجربے نے مجھے سمجھایا کہ چین کے پہاڑ اور خانقاہیں صرف زمین کے حسین مناظر یا تاریخی مقامات نہیں، بلکہ وہ ہمیں روحانی سکون، اخلاقی سبق، اور اللہ کی عظمت کا احساس دینے والی جگہیں ہیں۔ انسانی زندگی میں غور و فکر، عبادت، صبر، اور عاجزی کی اہمیت یہاں سے عیاں ہوتی ہے، اور یہی سفر کو صرف جسمانی نہیں بلکہ روحانی اور معرفتی سفر بھی بناتا ہے۔

تو چین کا ذکر ہو اور اس کی پہاڑی خانقاہوں کا ذکر نہ آئے، یہ ممکن ہی نہیں۔ اس سرزمین نے صدیوں سے روحانیت اور قدرت کے میل کو یوں جوڑا ہے کہ انسان حیرت کے ساتھ سکون بھی پاتا ہے۔ یہاں کے پہاڑ محض پتھر اور چٹان نہیں، بلکہ صدیوں کے گواہ ہیں۔ ریاضتوں کے، عبادتوں کے اور خاموش دعاؤں کے۔

سب سے پہلے مجھے یاد آتا ہے ہوانگ شان (Huangshan) کا پہاڑی سلسلہ۔ یہ پہاڑ اپنی سنہری چوٹیوں اور بادلوں کے سمندر کے لیے مشہور ہیں۔ جب دھند پہاڑوں کے گرد لپٹ جاتی ہے تو یوں لگتا ہے جیسے کوئی صوفی اپنی چادر اوڑھ کر ذکر میں محو ہو۔ ہوانگ شان کے مناظر میں ایک عجیب طرح کی شاعری ہے، گویا پہاڑ خود کائنات کے مسودے پر غزل لکھ رہے ہوں۔

پھر آتا ہے ووتائی شان (Wutai Shan)، جسے بودھ مت کا روحانی دل کہا جاتا ہے۔ پانچ چوٹیوں پر پھیلی یہ سرزمین راہبوں اور خانقاہوں سے لبریز ہے۔ یہاں کی خاموش فضاء میں قدم رکھتے ہی یوں محسوس ہوتا ہے جیسے دل کے شور کو کوئی نادیدہ ہاتھ تھام کر روک دے۔ لکڑی کے قدیم مندر، گھومتے ہوئے دعا کے پہیے، اور راہبوں کے نرم لہجے قاری کے دل کو نرمی اور سکون عطا کرتے ہیں۔

اسی طرح ایمی شان (Emei Shan) کا پہاڑ ہے، جو چین کے چار مقدس بودھ پہاڑوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہاں کی سبزہ زاریاں، جھرنے بھی یوں لگتے ہیں جیسے قدرت خود عبادت میں شریک ہو گئی ہو۔ چوٹی پر پہنچ کر جو منظر نظر آتا ہے، وہ انسان کو اپنے وجود کی حقیقت یاد دلا دیتا ہے۔ ہم سب بادلوں کی طرح لمحاتی ہیں، مگر پہاڑ کی طرح پائیدار ہونے کی آرزو رکھتے ہیں۔

پوتالا پیلس (Potala Palace) بھی یاد آتا ہے، جو تبت کی فضاؤں میں ایستادہ ہے۔ اگرچہ یہ ایک قلعہ نما خانقاہ ہے مگر حقیقت میں عبادت اور سیاست دونوں کا مرکز رہا۔ اس کے سرخ و سفید دیواریں سورج کی کرنوں میں یوں چمکتی ہیں جیسے کسی عاشق نے اپنی محبت کو سنگ مرمر پر کندہ کر دیا ہو۔

ان پہاڑوں اور خانقاہوں میں گھومتے ہوئے بار بار مجھے اپنا کراچی یاد آتا ہے۔ سمندر کی لہروں کا شور، مزارِ قائد کی سنگین خاموشی، اور ان راستوں کی گہما گہمی مگر یہاں چین میں پہاڑوں کی تنہائی اور خانقاہوں کی خاموشی میرے اندر کے دوسرے زاویے کو جگاتی ہے۔ یہ زاویہ وہ ہے جو شور سے بھاگ کر سکوت کی پناہ ڈھونڈتا ہے۔

چین کی سرزمین صرف صنعت و تجارت کی پہچان نہیں، بلکہ یہ روحانیت اور سکون کی بھی گہوارہ ہے۔ یہاں کے پہاڑ اور ان پر بنی خانقاہیں صدیوں سے اہلِ چین کے دلوں کو سہارا دیتی آئی ہیں۔ عام تصور یہ ہے کہ خانقاہیں صرف مذہبی عبادت کے لیے مخصوص ہیں، مگر چین میں ان کی اہمیت کہیں زیادہ وسیع اور گہری ہے۔

اہمیت کی پہلی صورت روحانی ہے۔ ہمالیہ کی آغوش سے لے کر صوبہ سچوان اور تبت کی وادیوں تک، ہر جگہ خانقاہیں اس بات کی علامت ہیں کہ انسان صرف جسمانی دنیا کا محتاج نہیں بلکہ روحانی سکون کا بھی متلاشی ہے۔ بودھ راہب ان خانقاہوں میں عبادت اور مراقبہ کرتے ہیں، لیکن وہاں آنے والے عام چینی افراد محض مذہبی رسومات کے لیے نہیں آتے؛ وہ دل کا بوجھ ہلکا کرنے اور زندگی کے شور سے دور ہونے کے لیے بھی یہاں کا رخ کرتے ہیں۔

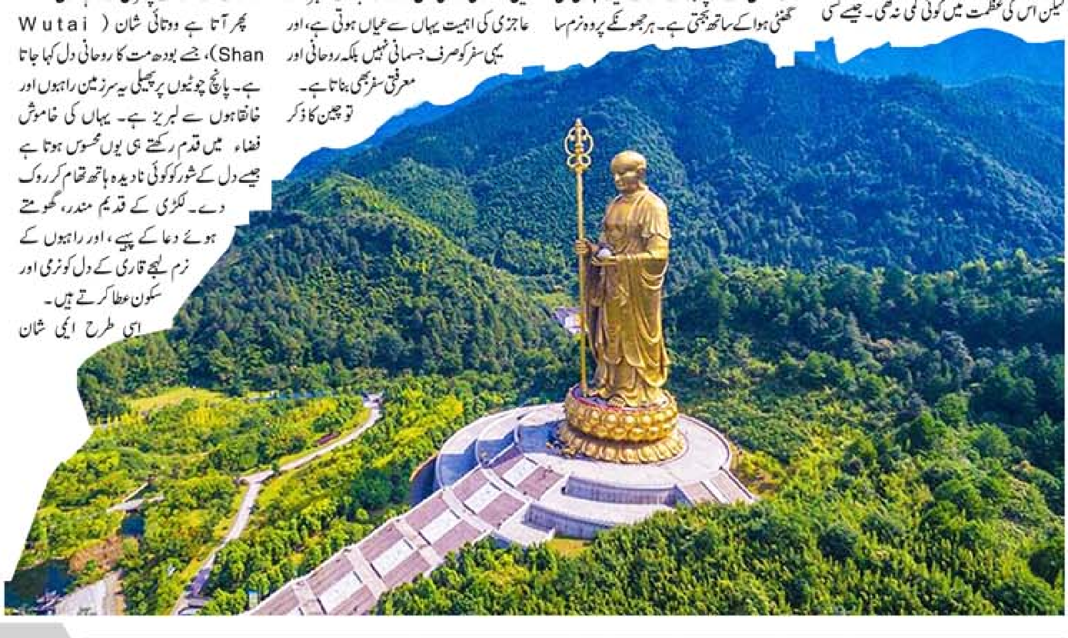

Over 180K Followers on social media now shining in print too

دوسری اہمیت ان خانقاہوں کی ثقافتی ہے۔ ہوانگ شان، ایمی شان اور ووتائی شان جیسے مقامات کو نہ صرف مقدس سمجھا جاتا ہے بلکہ یہ چین کے فنِ تعمیر، مصوری اور فلسفے کی جیتی جاگتی مثالیں بھی ہیں۔ قدیم لکڑی کے مندر، رنگین چھتوں پر کندہ ڈریگن، اور خانقاہوں کے صحن میں لہراتے دعا کے جھنڈے۔ یہ سب چین کی تہذیبی تاریخ کو محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ مقامات یونیسکو کے عالمی ثقافتی ورثے میں شامل ہیں۔

اہمیت کی تیسری جہت معاشرتی ہے۔ خانقاہیں آج بھی سماجی زندگی کا حصہ ہیں۔ یہاں کے تہوار، دعائیہ اجتماعات اور خیرات کے کام لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جدید چین کے نوجوان بھی، جو ٹیکنالوجی اور تیز رفتار زندگی کے اسیر ہیں، کبھی کبھی خانقاہوں میں آ کر سکون تلاش کرتے ہیں۔ یہ بات حیرت انگیز ہے کہ جہاں ایک طرف وہ ورچوئل دنیا میں کھوئے ہوتے ہیں، وہیں دوسری طرف خانقاہ کے خاموش صحن میں بیٹھ کر خود کو پہچاننے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔

رہا سوال تعداد کا تو چین میں ہزاروں خانقاہیں اور مندر موجود ہیں۔ صرف چار بڑے مقدس پہاڑ ووتائی شان، ایمی شان، پوٹو شان (Putuo Shan) اور جوہوا شان (Jiuhua Shan) ہی ایسے ہیں جہاں سالانہ لاکھوں زائرین آتے ہیں۔ ان میں سے کچھ زائرین مذہبی عقیدت کے ساتھ آتے ہیں، اور کچھ صرف سیاح کی حیثیت سے۔ لیکن ہر آنے والا، خواہ کسی بھی نیت سے آیا ہو، اپنے ساتھ کچھ نہ کچھ سکون اور حیرت ضرور لے کر لوٹتا ہے۔

یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ پہاڑی خانقاہیں چینی معاشرت کا آئینہ ہیں۔ یہاں مذہب، ثقافت، تاریخ اور قدرت آپس میں یوں گھل مل گئے ہیں کہ الگ الگ دیکھنا ممکن نہیں رہا۔ اور شاید یہی ان کی اصل اہمیت ہے کہ یہ خانقاہیں انسان کو یہ سبق دیتی ہیں کہ مادی ترقی کے باوجود روحانی سکون کے بغیر زندگی ادھوری ہے۔

چین کی پہاڑی خانقاہیں صدیوں سے سکون اور عبادت کی علامت رہی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آج کے دور میں، جب چین ایک جدید اور تیز رفتار ملک بن چکا ہے، کیا ان خانقاہوں کی اہمیت اب بھی باقی ہے؟ اس سوال کا جواب ہمیں دو نسلوں کے رویوں سے ملتا ہے۔ نوجوانوں اور بزرگوں سے۔

بزرگ نسل کے لیے یہ خانقاہیں محض مذہبی یا تاریخی عمارتیں نہیں، بلکہ ان کے دل کی دھڑکن ہیں۔ وہ ان خانقاہوں کو ایک ایسی پناہ گاہ سمجھتے ہیں جہاں انسان اپنی اصل سے جڑ جاتا ہے۔ بزرگ اکثر بتاتے ہیں کہ ان کے والدین یا دادا دادی پہاڑوں پر جا کر خانقاہوں میں دن گزارتے، مراقبہ کرتے اور زندگی کے فیصلوں میں رہنمائی پاتے تھے۔ آج بھی وہ وہاں جا کر شمعیں جلاتے ہیں، دعائیں مانگتے ہیں اور اپنے بچوں کو یہ سکھاتے ہیں کہ سکون اور دعا کے بغیر زندگی کا سفر ادھورا ہے۔ ان کے نزدیک خانقاہیں تاریخ کا تسلسل اور روحانیت کی بقا ہیں۔

دوسری طرف نوجوان نسل کا تعلق ان خانقاہوں سے کچھ مختلف ہے۔ یہ وہ نسل ہے جو اسمارٹ فون، انٹرنیٹ اور ڈیجیٹل دنیا کے شور میں پلی بڑھی ہے۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ انہی نوجوانوں میں ایک بڑی تعداد ایسی بھی ہے جو خانقاہوں کا سفر محض سیاحت کے لیے نہیں بلکہ دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے کرتی ہے۔ وہ خانقاہوں کے خاموش صحن میں بیٹھ کر خود کو "ڈیجیٹل شور" سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اکثر نوجوان کہتے ہیں کہ خانقاہ کا سکوت انہیں ایسی طاقت دیتا ہے جو کسی بھی اسکرین پر نہیں ملتی۔

ہاں، یہ بھی حقیقت ہے کہ کچھ نوجوان خانقاہوں کو صرف "قدیم یادگار" سمجھتے ہیں، جنہیں سیاح دیکھنے آتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ عبادت گاہیں نہیں بلکہ فوٹوگرافی کے مقام ہیں۔ لیکن پھر بھی جب وہ ان بلند چوٹیوں اور قدیم دروازوں کے بیچ کھڑے ہوتے ہیں تو دل کی گہرائیوں میں ایک لمحے کو ہی سہی، مگر خاموشی کا اثر ضرور محسوس کرتے ہیں۔

یوں کہا جا سکتا ہے کہ خانقاہوں کی اہمیت کا رنگ دونوں نسلوں میں مختلف ہے۔ بزرگ ان خانقاہوں کو عقیدت اور روایت کے چشمے سے دیکھتے ہیں، جبکہ نوجوان انہیں زیادہ تر "تجربے" اور "احساس" کے طور پر اپناتے ہیں۔ لیکن دونوں کے لیے یہ ماننا لازم ہے کہ خانقاہیں چین کی تہذیبی اور روحانی زندگی کا لازمی حصہ ہیں۔

وقت کے بدلتے تقاضوں کے باوجود ان کی معنویت ختم نہیں ہوئی، بلکہ ایک نئے انداز میں زندہ ہے۔ بزرگ ان میں عقیدت تلاش کرتے ہیں، اور نوجوان سکون۔ شاید یہی ان خانقاہوں کی اصل طاقت ہے کہ ہر نسل اپنے حال اور ضرورت کے مطابق ان سے روشنی حاصل کر لیتی ہے۔

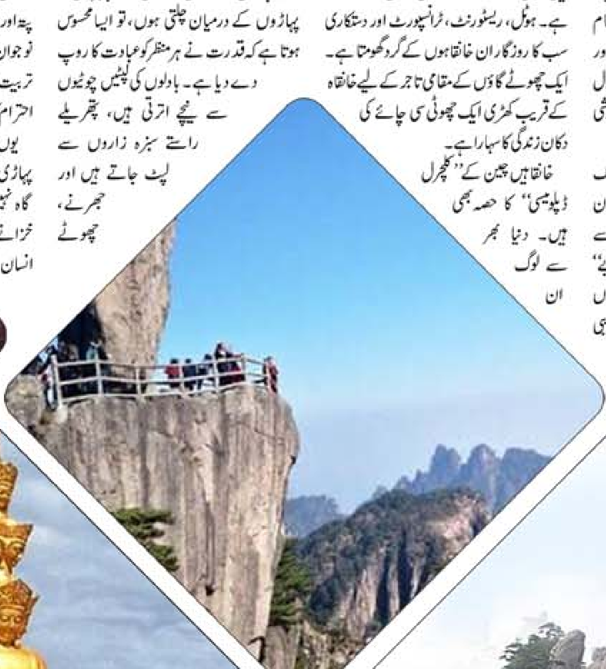

چین کی پہاڑی خانقاہیں محض مذہبی مقام نہیں رہیں۔ وہ آج کی معاشرت اور معیشت میں بھی اپنی جگہ بنائے ہوئے ہیں۔ یہ وہ عجیب امتزاج ہے جہاں صدیوں پرانی روحانیت اور جدید دنیا کا دھڑکتا ہوا نظام ایک دوسرے سے جڑتے ہیں۔

معاشرتی سطح پر یہ خانقاہیں لوگوں کے لیے اجتماع کا ذریعہ ہیں۔ یہاں صرف راہب یا عبادت گزار نہیں آتے بلکہ عام لوگ بھی اپنے خاندان کے ساتھ یہاں کا رخ کرتے ہیں۔ تہواروں کے دنوں میں یہ خانقاہیں روشنیوں سے جگمگاتی ہیں، دعائیہ اجتماعات میں بزرگ ہاتھ جوڑتے ہیں اور نوجوان موبائل سے لمحے قید کرتے ہیں۔ اس منظر میں ایک خاص ہم آہنگی جھلکتی ہے۔ بزرگوں کی عقیدت اور نوجوانوں کی جستجو ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر معاشرتی وحدت کو ظاہر کرتی ہے۔ یوں خانقاہیں نہ صرف عبادت گاہ بلکہ معاشرتی ہم آہنگی کے پلیٹ فارم بن جاتی ہیں۔

معاشی سطح پر بھی ان خانقاہوں کی حیثیت اہم ہے۔ چین میں سیاحت ایک بڑی صنعت ہے اور پہاڑی خانقاہیں اس صنعت کا مرکزی حصہ ہیں۔ ایمی شان، ووتائی شان اور پوٹو شان جیسے مقدس مقامات پر ہر سال لاکھوں زائرین اور سیاح آتے ہیں۔ ان کے آنے سے مقامی لوگوں کو روزگار ملتا ہے۔ ہوٹل، ریسٹورنٹ، ٹرانسپورٹ اور دستکاری سب کا روزگار ان خانقاہوں کے گرد گھومتا ہے۔ ایک چھوٹے گاؤں کے مقامی تاجر کے لیے خانقاہ کے قریب کھڑی ایک چھوٹی سی چائے کی دکان زندگی کا سہارا ہے۔

خانقاہیں چین کے "کلچرل ڈپلومیسی" کا حصہ بھی ہیں۔ دنیا بھر سے لوگ ان خانقاہوں کو دیکھنے آتے ہیں، ان کے بارے میں پڑھتے ہیں اور یوں چین کی ثقافت دنیا کے سامنے ایک نرمی اور روحانیت کے ساتھ ابھرتی ہے۔ یہ وہ رخ ہے جو تیز رفتار صنعت، بلند و بالا عمارتوں اور شور مچاتے بازاروں میں نظر نہیں آتا۔

لیکن سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ خانقاہیں اب بھی انسان کی روحانی پیاس بجھانے میں کردار ادا کر رہی ہیں۔ ایک طرف بزرگ عقیدت کے ساتھ ان خانقاہوں میں دعائیں مانگتے ہیں، اور دوسری طرف نوجوان، جو ٹیکنالوجی کے ہجوم میں کھوئے ہوئے ہیں، یہاں سکون ڈھونڈنے آتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان معاشرتی رشتہ بھی مضبوط ہوتا ہے اور مقامی معیشت کو سہارا بھی ملتا ہے۔

یوں کہا جا سکتا ہے کہ خانقاہیں آج کے چین میں نہ تو ماضی کی صرف یادگار ہیں اور نہ ہی محض سیاحتی مقام؛ یہ معاشرت کے دھڑکتے دل اور معیشت کے سانس لیتے رگ و پے ہیں۔ وہ انسان کو یہ سبق دیتی ہیں کہ اگرچہ زمانہ بدل گیا ہے، لیکن سکون، تعلق اور روزگار تینوں کو جوڑنے والا دھاگا اب بھی ان پہاڑی خانقاہوں سے بندھا ہوا ہے۔

چین کے پہاڑی سلسلے اور ان پر بنی خانقاہیں صرف روحانیت اور تاریخ کی علامت نہیں ہیں، بلکہ قدرت کے حیرت انگیز کینوس بھی ہیں۔ ہوانگ شان، ایمی شان، ووتائی شان یا پوٹو شان ہر پہاڑ، ہر وادی، ہر جھاڑی اور ہر درخت یہاں کے ماحول کا حصہ ہے، جو انسان کے دل کو ایک نرمی اور سکون سے بھر دیتا ہے۔

جب میں خانقاہوں کے صحن سے باہر نکل کر پہاڑوں کے درمیان چلتی ہوں، تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قدرت نے ہر منظر کو عبادت کا روپ دے دیا ہے۔ بادلوں کی لپیٹیں چوٹیوں سے نیچے اترتی ہیں، پتھریلے راستے سبزہ زاروں سے لپٹ جاتے ہیں اور جھرنے، چھوٹے چھوٹے چشموں کی صورت میں اپنے نغمے گنگناتے ہیں۔ یہ منظر صرف آنکھوں کے لیے نہیں، بلکہ روح کے لیے بھی غذائیت ہے۔

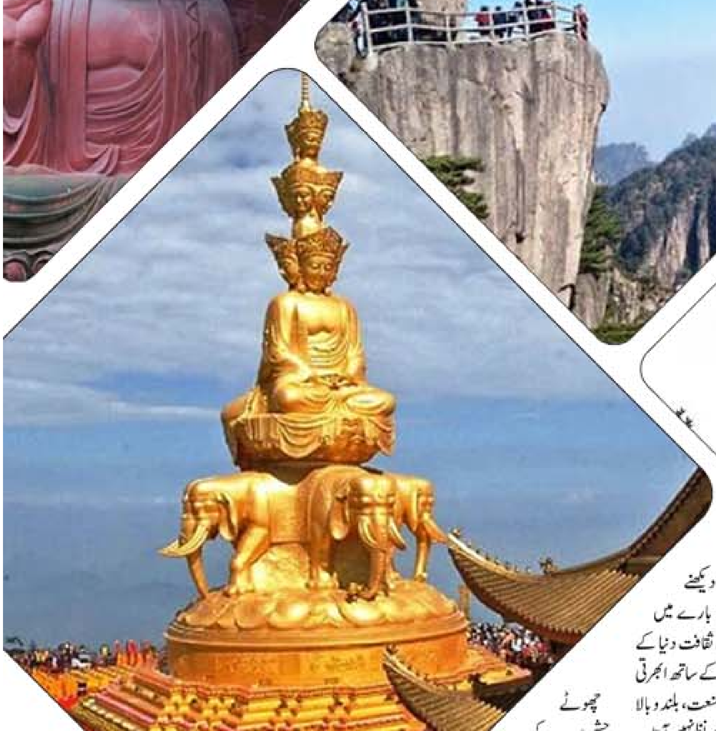

ماحولیاتی لحاظ سے یہ پہاڑ اور خانقاہیں انتہائی اہم ہیں۔ یہاں کے جنگلات ہوا کو صاف رکھتے ہیں، زمین کو مستحکم کرتے ہیں اور متعدد پرندوں اور جانوروں کی پناہ گاہ بھی ہیں۔ کئی مقامات پر پانڈا کی محفوظ جنگلی زندگی، بندر، اور نایاب پرندے نظر آتے ہیں۔ یہ سب بتاتے ہیں کہ انسان کی عبادت کے ساتھ ساتھ قدرت کی حفاظت بھی اتنی ہی ضروری ہے۔

خانقاہوں کی تعمیر بھی ماحول دوست اصولوں کے مطابق کی گئی ہے۔ لکڑی کے قدیم ستون، چھتوں کی رنگت اور پتھریلے صحن، سب قدرتی مواد سے بنائے گئے ہیں تاکہ پہاڑ کی زمین اور جنگلات متاثر نہ ہوں۔ یہ انداز ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ انسان اور قدرت کے درمیان توازن ضروری ہے، اور یہ توازن صدیوں سے ان خانقاہوں میں قائم ہے۔

سیاح اور زائر جب یہاں آتے ہیں، وہ صرف روحانی سکون یا تاریخی معلومات حاصل نہیں کرتے، بلکہ ماحول کی خوبصورتی کو بھی قریب سے محسوس کرتے ہیں۔ ان کے قدم، ہر جھاڑی، ہر پتہ اور ہر بادل کی سرسراہٹ سے جڑ جاتے ہیں۔ نوجوان نسل کے لیے یہ ایک طرح کی ماحولیاتی تربیت بھی ہے، جو انہیں زمین اور فطرت کے احترام کا درس دیتی ہے۔

یوں کہا جا سکتا ہے کہ چین کی پہاڑی خانقاہیں صرف عبادت گاہ نہیں، بلکہ قدرتی خزانے ہیں۔ وہ انسان کو روحانی سکون، تاریخی آگاہی اور ماحولیاتی شعور تینوں ایک ساتھ فراہم کرتی ہیں۔ ان پہاڑوں کی خاموشی میں چھپی قدرت کی خوبصورتی، ہمیں یہ یاد دلاتی ہے کہ زندگی کا اصل سکون انسان اور فطرت کے درمیان توازن میں ہے، اور یہی چین کی پہاڑی خانقاہوں کی سب سے بڑی طاقت ہے۔

# ڈی ایٹ ممالک کا 2030 تک 500 ارب ڈالر کا تجارتی ہدف

**کنزیومرواچ رپورٹ**

پاکستان سمیت ترقی پذیر دنیا میں چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروبار (ایس ایم ایز) معیشت کی ریڑھ کی ہڈی سمجھے جاتے ہیں۔ یہی وہ طبقہ ہے جو نہ صرف روزگار کے مواقع پیدا کرتا ہے بلکہ اختراعات کو جنم دے کر غربت میں کمی اور معاشی ترقی کے نئے در وا کرتا ہے۔ حال ہی میں منعقدہ ڈی-ایٹ آرگنائزیشن فار اکنامک کوآپریشن کی پہلی ورچوئل کانفرنس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ اگر رکن ممالک مربوط پالیسیوں کے تحت تعاون کریں تو 2030 تک اندرونی تجارت کا حجم 500 ارب ڈالر تک پہنچایا جا سکتا ہے۔

**ڈی ایٹ ورچوئل کانفرنس: ترقی اور تعاون کا نیا ایجنڈا**

اس ورچوئل اجلاس میں آذربائیجان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ملائیشیا، نائجیریا، پاکستان اور ترکیہ کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اجلاس کی صدارت ڈی-ایٹ آرگنائزیشن کے سیکریٹری جنرل سفیر اسیا کا عبدالقادر امام اور اسمال اینڈ میڈیم انٹرپرائزز ڈیولپمنٹ اتھارٹی (سمیڈا) کے چیف ایگزیکٹو سقرات امان رانا نے کی۔

پاکستان کی نمائندگی وزیرِ اعظم کے معاونِ خصوصی برائے صنعت و پیداوار ہارون اختر خان نے کی، جنہوں نے کہا: "ہماری حکومت اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ ایس ایم ایز کو پائیدار ترقی کا محرک اور جاری صنعتی انقلاب کا اہم کردار بنانا وقت کی ضرورت ہے۔"

**پاکستانی ایس ایم ایز کی عالمی مسابقت**

ہارون اختر نے اپنی گفتگو میں واضح کیا کہ پاکستان کے چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری شعبوں میں عالمی سطح پر تسلیم شدہ مقام رکھتے ہیں۔ ان میں خصوصاً:

- ٹیکسٹائل
- سرجیکل آلات
- انفارمیشن ٹیکنالوجی
- کھیلوں کا سامان
- لائٹ انجینئرنگ
- زرعی مصنوعات
- فوڈ پروسیسنگ

انہوں نے کہا کہ ان شعبوں میں پاکستانی مصنوعات اپنی معیاری اور مسابقتی صلاحیت کی وجہ سے پہچانی جاتی ہیں اور حکومت ان کی عالمی مارکیٹ میں پوزیشن مزید مستحکم بنانے کے لیے پرعزم ہے۔

**ایس ایم ایز کا جی ڈی پی میں کردار**

معاونِ خصوصی نے نشاندہی کی کہ ترقی پذیر معیشتوں میں ایس ایم ایز اوسطاً 40 فیصد تک جی ڈی پی میں حصہ ڈالتی ہیں۔ یہی کاروبار ہیں جو:

- لاکھوں افراد کے لیے روزگار پیدا کرتے ہیں
- جدت اور نئی ٹیکنالوجی متعارف کراتے ہیں
- غربت کم کرنے کے لیے راستے کھولتے ہیں
- معاشرتی اور معاشی ڈھانچے کو مضبوط بناتے ہیں

انہوں نے زور دیا کہ:

"ایس ایم ایز علاقائی معاشی انضمام کی بنیاد ہیں اور انہیں پالیسی سطح پر ترجیح دینا ہوگی۔"

**ڈی ایٹ کی بڑھتی ہوئی تجارت**

سفیر اسیا کا عبدالقادر امام نے اپنے خطاب میں بتایا کہ:

2024 میں ڈی-ایٹ ممالک کے درمیان تجارتی حجم 157 ارب 6 لاکھ ڈالر رہا

یہ حجم گزشتہ سال کے مقابلے میں 10 فیصد زیادہ ہے

تنظیم کا ہدف ہے کہ 2030 تک اندرونی تجارت کو 500 ارب ڈالر تک بڑھایا جائے

یہ ہدف ڈیسیٹیل روڈمیپ اور ڈی-ایٹ پریفرینشل ٹریڈ ایگریمنٹ (پی ٹی اے) کے تحت حاصل کیا جائے گا۔

**نائجیریا میں ایس ایم ای سینٹر**

سفیر امام نے مزید بتایا کہ نائجیریا میں قائم ہونے والا سینٹر فار ایس ایم ایز رکن ممالک کے درمیان:

- جدت کو فروغ دینے
- مالیاتی سہولتوں کی فراہمی
- ڈیجیٹل انضمام کو آگے بڑھانے

کے لیے مرکزی حیثیت اختیار کرے گا۔

**سمیڈا کا وژن: روزگار اور عالمی ویلیو چین**

سمیڈا کے چیف ایگزیکٹو سقرات امان رانا نے اپنے خطاب میں کہا کہ 2030 تک ایس ایم ایز کی بدولت 70 فیصد سے زیادہ نئے روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔ انہوں نے اعتماد ظاہر کیا کہ: ڈی ایٹ ایس ایم ای کوآپریشن فریم ورک ان کاروباروں کی بین الاقوامی حیثیت کو مستحکم کرے گا

انہیں عالمی ویلیو چین میں شامل کرے گا

بین الاقوامی منڈیوں میں ترقی کے راستے ہموار کرے گا ان کے مطابق ڈی ایٹ ممالک کی آبادی 1.3 ارب سے زائد ہے، جو ایک بڑی منڈی کی نمائندگی کرتی ہے۔ اگر اجتماعی سطح پر تجارتی اقدامات کیے جائیں تو رکن ممالک کا تجارتی حجم 2 کھرب ڈالر تک پہنچ سکتا ہے۔

**ایس ایم ایز: خطے کی ترقی کا انجن**

تجزیہ کاروں کے مطابق ایس ایم ایز کو مضبوط کیے بغیر نہ صرف پاکستان بلکہ دیگر ترقی پذیر ممالک کی معیشت پائیدار بنیادوں پر ترقی نہیں کر سکتی۔

ڈی-ایٹ فریم ورک اس لیے اہم ہے کہ یہ:

- خطے میں مشترکہ سرمایہ کاری کے مواقع پیدا کرے گا۔
- ٹیکنالوجی ٹرانسفر کو آسان بنائے گا۔
- رکن ممالک کے درمیان ٹیکسٹائل، آئی ٹی اور ایگرو پروسیسنگ میں اشتراک بڑھائے گا
- ڈیجیٹل معیشت کے ذریعے ای کامرس اور آن لائن مارکیٹ پلیسز کو فروغ دے گا

**چیلنجز اور مواقع**

ماہرین کا کہنا ہے کہ اگرچہ ایس ایم ای سیکٹر میں بے پناہ امکانات ہیں، تاہم اس کے سامنے کچھ بڑے چیلنجز بھی موجود ہیں، جن میں:

- مالیاتی وسائل تک محدود رسائی
- جدید ٹیکنالوجی اور ہنر کی کمی
- غیر رسمی کاروباری ڈھانچے کی بھرمار
- بین الاقوامی معیار اور سرٹیفکیشن کی کمی

اس لیے ضروری ہے کہ رکن ممالک ان مسائل کو حل کرنے کے لیے:

- آسان قرضوں کی سہولتیں فراہم کریں
- ہنرمند افرادی قوت تیار کریں
- پالیسیوں کو کاروبار دوست بنائیں
- مارکیٹ تک رسائی کے مؤثر نظام قائم کریں

ڈی ایٹ ورچوئل کانفرنس کے نتائج نے ایک بار پھر واضح کر دیا ہے کہ اگر چھوٹے اور درمیانے کاروباروں کو درست سمت میں سہولتیں دی جائیں تو وہ نہ صرف قومی معیشتوں کو مستحکم کر سکتے ہیں بلکہ خطے کی سطح پر بھی تجارتی انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔

پاکستان کے لیے یہ ایک موقع ہے کہ وہ اپنے ایس ایم ای سیکٹر کو جدید ٹیکنالوجی، سرمایہ اور پالیسی سپورٹ سے لیس کر کے عالمی سطح پر نمایاں مقام دلائے۔

Over 180K Followers on social media now shining in print too

جہانِ امریکا

حمیرا گل تشنہ

# والدہ سے بچھڑنے کا صدمہ شدید ہے مگر کراچی والوں کے پیار نے حوصلہ دیا

سچ کہوں تو والدہ "ڈاکٹر ساجدہ سلطانہ" کے انتقال کے بعد یہ وقت میرے لیے شدید غم اور دکھ کا تھا۔ ایسا لگتا تھا اب پاکستان آنے کی کوئی وجہ نہیں رہی۔ لیکن یہی وہ وقت ہوتا ہے جب آپ کو صبر و استقامت کا دامن تھامنے اور دوراندیشی کا ثبوت دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ایسی صورت میں جب میں عمرہ کے بعد کراچی پہنچی جس طرح سے گھر والوں نے ساتھ دیا اور اردو ادب کی دنیا کے لوگوں نے جو محبت دی اس نے والدہ کے دکھ کو کم کرنے میں قابل تحسین کردار ادا کیا۔

ڈاکٹر ساجدہ سلطانہ صرف میری والدہ نہیں تھیں۔ ایک سہیلی تھیں، استاد تھیں، رہنما تھیں، ایک مرشد تھیں اور ایک سہارا تھیں جس کے چلے جانے کا صدمہ بے حد تھا، ہے اور رہے گا۔ ایسے حالات میں عام طور پر انسان خود کو سماجی تعلقات سے کاٹ کر تنہائی میں گم کر لیتا ہے مگر میں ایسا نہیں کرسکتی تھی۔ بڑی بیٹی ہونے کے ناطے کچھ ذمہ داریاں ایسی ہوتی ہیں جن کو صرف آپ ہی کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ ریت کی طرح ہاتھوں سے پھسلتے ہوئے رشتوں کو سمیٹنا ہوتا ہے۔

یہ وقت شکوے اور شکایت کا نہیں بلکہ صبر کی اور ہمت کی جو تربیت والدہ دے کر گئیں ہیں اب اس کو سب کو پریکٹیکلی اپلائی کرنے کا وقت ہے۔ اور والدہ کی یہ وراثت صرف جذباتی وابستگی تک محدود نہیں رہی، بلکہ ان کی ادبی و ثقافتی خدمات کو آگے بڑھانے کی ذمہ داری بھی اب میرے کندھوں پر آگئی ہے۔

کراچی، پاکستان کا ثقافتی و ادبی حب ہونے کے ساتھ ساتھ اردو ادب کا ایک اہم مرکز بھی ہے۔ اس بار میرا اس شہر کا دورہ محض ایک رسمی Visit نہیں تھا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سوچی سمجھی حکمت عملی کا حصہ لگتا ہے۔ اس بار کے visit میں اردو ادب کے نامور ادیبوں، شاعروں اور ثقافتی شخصیات سے ملاقاتیں رہیں۔ ان ملاقاتوں کا مقصد محض تعارف یا رسمی بات چیت تک محدود نہیں تھا، بلکہ اردو ادب کی ترویج مرکوز تھی۔

جہاں ایک طرف اس دوڑتے بھاگتے وقت میں گھر و خاندان کو سمیٹنے کوشش جاری رہی وہیں دوسری طرف کراچی کے ادبی حلقوں میں شرکت کے ساتھ ساتھ کچھ بہترین لوگوں سے ملاقات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

ترقی شعراء ویلفیئر آرگنائزیشن نے والدہ کے حوالے سے تعزیتی ریفرنس کا اہتمام کیا۔ گورنر ہاؤس جشن آزادی معرکہ حق مشاعرہ پڑھنے کا موقع ملا۔ آرٹس کونسل کراچی گل رنگ ہال معرکہ حق مشاعرے میں والدہ کے لیے خصوصی دعا کا اہتمام کیا گیا۔ نشید آفاقی کی دعوت پر کنزیومرواچ واچ کے آفس visit کرنے کا موقع ملا جہاں کنزیومرواچ کے چیف ایڈیٹر شیخ راشد عالم سے ملاقات ہوئی۔ روٹری جشن آزادی مشاعرہ میں شرکت رہی۔ اور اس کے علاوہ بالکل اچانک ہی بزم اعظم گڑھ شارجہ مشاعرے کی دعوت پر شارجہ و دبئی کے مشاعرے میں شریک ہونے کا موقع ملا۔ احمد شاہ سے ملاقات کا موقع ملا۔ کراچی پریس کلب میں فاضل جمیلی، خانزادہ، وجیہہ ثانی اور اصغر خان صاحب سے ملاقات و گفتگو رہی۔ ایف پی سی سی آئی کے زیر اہتمام مشاعرہ میں شامل ہوئی۔ ایف ایم 107 پر سخی حسینی کے بہترین گفتگو رہی۔ اور واپس آنے سے قبل ترقی شعراء ویلفیئر آرگنائزیشن کی جانب سے کروز مشاعرہ و محفل غزل نے واپسی کے سفر پہلے کی ساری تھکان اتار دی۔ واپسی کے سفر سے چند گھنٹے قبل نہایت عجلت میں منصور ساحر نے venus tv پر اپنے مارننگ شو کی ریکارڈنگ کی اور اس کا حصہ بنی۔ اتنی ساری محبتیں سمیٹنے کے بعد کراچی کا یہ دورہ مکمل ہوا۔

زندگی اسی کا نام ہے جہاں لوگ بچھڑتے اور ملتے رہتے ہیں۔ آج کے دور میں جب ادبی دنیا بھی گروہ بندیوں، تنقید کے نام پر تخریب کاری، اور منفی تنقید کا شکار ہو چکی ہے، ایسے صورتحال میں اچھے لوگوں کا آپ سے ملنا اور مثبت تعلقات استوار ہونا آپ کے اندر ایک نیا عزم، ایک نئی امید کی کرن پیدا کرتے ہیں۔

میرے لیے والدہ کی رحلت کے بعد کراچی کا دورہ بیحد مشکل کام تھا۔ جس کے لیے آتی تھی وہ وجہ ختم ہوگئی تھی لیکن کچھ ضروریات ایسی ہوتی ہیں کہ ان سے منہ نہیں پھیرا جا سکتا۔ لیکن میرے گھر والوں کی محبت و ساتھ نے اس مشکل کام کو آسان کرنے میں مدد کی۔ اور اردو ادب کی دنیا کے لوگوں سے ملنے والا پیار اس بات کی علامت ہے کہ ادب محض الفاظ کا ہنر نہیں، بلکہ دلوں کو جوڑنے کا وسیلہ بھی ہے۔ اور یہی وہ legacy ہے جو کہ والدہ "ڈاکٹر ساجدہ سلطانہ" میرے لیے چھوڑ گئی ہیں۔ اور یہی وہ حقیقت ہے جو بیحد تکلیف دیتی ہے کہ وہ "چھوڑ گئی ہیں"۔

# امریکن ایگلز یونیورسٹی کی جانب سے قیصر اقبال وجدی اور حسنین اکبر بابا کو ڈاکٹر آف فلاسفی کی اعزازی ڈگری دی گئی

## ٹورنٹو کے مقامی ہال میں شاندار تقریب پذیرائی منعقد ہوئی، ادبی وثقافتی شخصیات نے بھرپور شرکت کر کے تقریب کو یادگار بنا دیا

## ڈاکٹر بشارت ریحان نے تقریب کے دوران تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور سلام، نمستے، ست سریا کال کہہ کر دل جیت لیے

## قیصر وجدی کو اردو زبان کا بہترین شاعر قرار دیا گیا، ان کی شاعری محبت، انسانیت اور رواداری کے پیغام سے بھرپور ہے

## پنجابی زبان کے ممتاز شاعر اور فوک سنگر حسنین اکبر بابا کو اعزاز دیا گیا، جن کے کلام میں پنجاب کی مٹی کی خوشبو نمایاں طور پر نظر آتی ہے

## دونوں شخصیات کی خدمات تسلیم کرتے ہوئے اعزازی ڈاکٹریٹ کی ڈگری عطا کرنے سے اردو اور پنجابی عالمی سطح پر نمایاں ہوئیں، بشارت ریحان

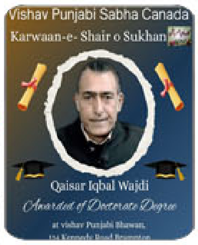

**کینیڈا: نمائندہ خصوصی**

گزشتہ دنوں، ٹورنٹو کے مقامی ہال میں شاندار تقریب پذیرائی کا اہتمام کیا گیا۔ تقریب ادبی و ثقافتی تنظیموں کے زیر اہتمام برپا کی گئی وشو پنجابی صبا، اور کاروان شعر وسخن کی تقریب پاکستان کی دو ممتاز شخصیات کو امریکن یونیورسٹی ایگلز کی جانب سے اعزازی ڈاکٹریٹ کی ڈگری دیئے جانے کے سلسلے میں تھی، تقریب کے روح رواں ممتاز شاعر ڈاکٹر بشارت ریحان تھے جو کہ کینیڈا کی کئی ادبی تنظیموں کے ڈائریکٹر ہیں ان کے ہمراہ عبدالحمید حمیدی بھی تھے تقریب کے آغاز میں اسٹیج پر موجود احباب نے دونوں صاحب اعزاز احباب کو مبارک باد پیش کی اور ان احباب کی خدمات پر تا دیر گفت گو کی، ہال میں سامعین وحاضرین کی تعداد قبل رشک تھی، تقریب پذیرائی میں منتظم تقریب ڈاکٹر بشارت ریحان نے شاندار خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں تقریب میں شامل تمام احباب کی خدمت میں، سلام، نمستے، ست سریا کال کہنے کی جسارت کرتا ہوں، امریکن یونیورسٹی ایگلز کی جانب سے قیصر وجدی اور حسنین اکبر بابا کو اعزازی ڈاکٹریٹ کی ڈگریوں سے نوازے جانے پر، قلب وروح کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں، یہ انتہائی خوشی اور فخر کا لمحہ ہے کہ آپ دونوں بلند پایہ شخصیات کی عظیم علمی، ادبی، ثقافتی، اور سماجی خدمات کو بین الاقوامی سطح پر تسلیم کیا گیا، قیصر وجدی کو اردو زبان کا عمدہ اور بہترین شاعر قرار دینا درحقیقت اردو شاعری کے فروغ تر وتیج کی جانب ایک عظیم قدم ہے، ان کا کلام نہ صرف زبان وبیان کی خوبصورتی کا مرقع ہے، بلکہ انسانیت، محبت، اور رواداری کا وہ ارفع پیش کرتا ہے جس کی آج کی دنیا میں اشد ضرورت ہے، اسی طرح حسنین اکبر بابا کو پنجابی زبان کا بہترین شاعر اور فوک سنگر قرار دیا جانا، پنجابی ثقافت، اور موسیقی کی عالمی سطح پر پذیرائی کی واضح دلیل ہے، ان کی آواز میں پنجاب کی مٹی کی خوشبو اور کلام میں پنجابی تہذیب وتمدن کی جھلک نمایاں ہے ان کی شاعری محبت اور امن کا پیغام عام کرتی ہے، امریکن یونیورسٹی ایگلو کے اس فیصلے نے نہ صرف آپ دونوں احباب کی عظمت کو تسلیم کیا ہے بلکہ اردو اور پنجابی زبانوں کی ثقافتی اہمیت کو بھی عالمی سطح پر اجاگر کیا ہے، یہ اعزاز صرف آپ کے لئے ہی نہیں بلکہ ہماری ثقافت اور ادب کے لئے بھی باعث فخر ہے، میں آپ دونوں شخصیات کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے، امریکن یونیورسٹی ایگلو کی انتظامیہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ادب وثقافت کی قدر افزائی کا یہ خوبصورت مظاہرہ کیا ہمیں ہیرا فاؤنڈیشن کی وائس چیئر پرسن ڈاکٹر شاہینہ کشور کا بھی دل کی اتھا گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی وساطت سے یہ خوبصورت تقریب سرانجام پائی، میں ڈاکٹر دلبیر سنگھ کتھوریا کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں، جنہوں نے بالیقین ایک انتہائی خوبصورت اور اعلیٰ تقریب کا اہتمام یقینی بنایا، ڈاکٹر جاوید ٹوانی وائس چانسلر کا بھی شکر گزار ہوں کہ ان کی کاوشات کا ثمر آج ہمارے سامنے ہے، آج ہمارے بہت پیارے دوست قیصر اقبال وجدی، اور حسنین اکبر بابا، ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں، آخر میں، میں آپ دونوں حضرات کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور آپ کی صحت وتندرستی کے لئے دعا گو ہوں، اللہ پاک آپ کے چراغ زندگی کو ہمیشہ روشن رکھے، آمین

# قرضوں کے لحاظ سے پاکستان کی پوزیشن بہتر ہوئی، وزارت خزانہ

**کنزیومر واچ نیوز**

وزارتِ خزانہ نے کہا ہے کہ عالمی پیمانے کے مطابق قرضوں کے لحاظ سے پاکستان کی پوزیشن بہتر ہوئی ہے، ملک کا قرضوں کا رجحان 'روپے کے مجموعی اعداد و شمار کے مقابلے میں آج زیادہ پائیدار ہے،' وزارت نے جی ڈی پی کے لحاظ سے قرض کے تناسب میں کمی، قبل از وقت ادائیگیوں، کم شرح سود اور مضبوط بیرونی کھاتوں پر اپنی مسلسل توجہ کو اس کی وجہ قرار دیا۔ وزارت خزانہ نے ایک بیان میں کہا کہ اس کی قرض مینجمنٹ حکمت عملی کا مرکز عوامی قرض سے جی ڈی پی کے تناسب کو ڈیبٹ لیمیٹیشن ایکٹ کے مطابق لانا ہے، جس کے تحت مؤثر قرض انتظام کے ذریعے وفاقی مالی خسارے اور قرض سے جی ڈی پی کے تناسب کو مناسب سطح پر لانا ہے۔ بیان میں مزید کہا کہ یہ حکمت عملی 'ری فنانسنگ اور رول اوور کے خطرات کو کم سے کم کرنے اور سود کی بچت پیدا کرنے پر مشتمل ہے تاکہ پائیدار عوامی مالیات کو سہارا دیا جا سکے۔'

اسٹیٹ بینک آف پاکستان (ایس بی پی) کے تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق جون 2025 تک صرف ایک سال میں ملکی حکومت کا کل قرض 90 کھرب روپے بڑھ گیا ہے، جس میں سے زیادہ تر اضافہ ملکی قرض کا ہے۔ ایس بی پی کے مطابق، کل سرکاری قرضہ جون 2024 میں 689 کھرب 10 ارب روپے سے بڑھ کر جون 2025 میں 778 کھرب 90 ارب روپے ہو گیا، یعنی 89 کھرب 70 ارب روپے کا اضافہ ہوا، یہ اعداد و شمار مالی سال 2026 کے وفاقی بجٹ میں قرض کی ادائیگی کے لیے مختص 82 کھرب 7 ارب روپے سے زیادہ ہیں۔ ان اعداد و شمار کے پیش نظر، ملک کی ریونیو اور اخراجات کو مؤثر طریقے سے سنبھالنے کی صلاحیت کے بارے میں خدشات ظاہر کیے گئے ہیں۔ اداریے میں مزید کہا گیا کہ 'حکومت کے لیے اختیارات محدود ہیں: یا تو نایاب ملکی وسائل کو منتقل کرے، جس کے لیے آئی ایم ایف کی منظوری درکار ہوگی، یا مزید قرض لے کر پہلے ہی بلند قرض کے پہاڑ میں اضافہ کرے۔' تاہم وزارت خزانہ نے، 'عوامی قرض کی سطح کے بارے میں حالیہ تبصروں' کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ 'مطلق اعداد و شمار، جو قدرتی طور پر مہنگائی کے ساتھ بڑھیں گے، اکیلے میں پائیداری کے بامعنی اشاریے نہیں ہیں۔ پائیداری کا مناسب پیمانہ قرض کو معیشت کے سائز کے مقابلے میں دیکھنا ہے یعنی قرض سے جی ڈی پی کا تناسب، نہ کہ مطلق روپے کی مقدار۔' وزارت خزانہ نے بیان میں مزید کہا کہ 'اس پیمانے کے مطابق، جو عالمی سطح پر اپنایا جاتا ہے، پاکستان کی پوزیشن دراصل گزشتہ چند برسوں میں بہتر ہوئی ہے، جی ڈی پی کے لحاظ سے قرض کا تناسب مالی سال 2022 میں 74 فیصد سے کم ہو کر مالی سال 2025 میں 70 فیصد ہو گیا، اسی دوران حکومت نے رول اوور اور ری فنانسنگ کے خطرات کو کم کیا اور ٹیکس دہندگان کو قابلِ ذکر سود کی بچت فراہم کی۔' اپنی قرض مینجمنٹ پالیسی کی تفصیل بیان کرتے ہوئے وزارت نے قرض سے جی ڈی پی میں کمی، قبل از وقت ادائیگیوں، کم شرح سود اور مضبوط بیرونی کھاتوں کو اپنی ترجیحات بتایا۔ وزارت خزانہ نے کہا کہ اس طریقہ کار نے اس کی 'معاشی استحکام، خطرات میں کمی اور ذمہ دارانہ مالی انتظام' کی عکاسی کی۔ وزارت خزانہ نے نشاندہی کی کہ حکومت نے 'پاکستان کی قرض کی تاریخ میں پہلی بار کمرشل اور مرکزی بینکوں کے ذمے تقریباً 2600 ارب روپے قبل از وقت ادا کیے، اس سے رول اوور اور ری فنانسنگ کے خطرات کم ہوئے اور آخر کار ٹیکس دہندگان کو' سود میں سیکڑوں ارب روپے کی بچت' ہوئی۔ وزارت خزانہ کی جانب سے مزید کہا گیا کہ 'اسی طرح مالی لحاظ سے، وفاقی مالی خسارہ مالی سال 2025 میں 71 کھرب روپے رہا جو مالی سال 24 میں 77 کھرب روپے تھا، وزارت خزانہ نے اس بات کو اجاگر کیا کہ پاکستان نے 'تاریخی طور پر 2.4 فیصد جی ڈی پی یا 27 کھرب روپے کا بنیادی سرپلس مسلسل دوسرے سال کے لیے حاصل کیا۔' وزارت نے مزید کہا کہ نتیجتاً، ملک کا 'کل قرضہ جات سال بہ سال 13 فیصد بڑھے، جو پچھلے پانچ سالوں کی اوسط 17 فیصد شرح سے کم ہے۔' وزارت نے مالی سال 25 میں 2 ارب ڈالر کے ریکارڈ کرنٹ اکاؤنٹ سرپلس کو اپنی محتاط مالی حکمتِ عملی' کا نتیجہ قرار دیا۔ بیان میں مزید کہا گیا کہ 'سود کے بوجھ کو کم کرنے کے لیے، مالی ذمہ داریوں کے محتاط انتظام اور مالی سال 25 میں شرح سود میں کمی کے ذریعے بجٹ کے مقابلے میں 850 ارب روپے سے زیادہ کی سود کی بچت ہوئی، اسی طرح موجودہ مالی سال کے بجٹ میں سود کے لیے 82 کھرب روپے مختص کیے گئے ہیں، جو مالی سال 25 کے 98 کھرب روپے سے کم ہیں۔' وزارت خزانہ کی جانب سے مزید کہا گیا کہ 'عوامی قرض کی اوسط مدتِ ادائیگی مالی سال 25 میں تقریباً 4.5 سال تک بہتر ہوئی، جو پچھلے سال تقریباً 4.0 سال تھی؛ اس میں بھی ملکی قرض کی اوسط مدتِ ادائیگی تقریباً 2.7 سال سے بڑھ کر 3.8 سال سے زیادہ ہو گئی ہے۔' بیان میں مزید کہا گیا کہ 'بیرونی قرض کے اضافے کا ایک حصہ ادائیگیوں کے توازن کی معاونت کی عکاسی کرتا ہے، مثلاً آئی ایم ایف کے توسیعی فنڈ پروگرام کے فنڈز اور سعودی آئل فنڈ جیسی غیر نقد اجناس کی سہولتیں، جنہیں روپے کی فنانسنگ کی ضرورت نہیں۔' وزارت خزانہ نے کہا کہ 'بیرونی قرض میں تقریباً 800 ارب روپے کا اضافہ دراصل ایکسچینج ریٹ کی تبدیلیوں کے اثرات کی وجہ سے ہے۔'

# پاکستان کی ٹیکسٹائل برآمدات: مواقع، چیلنجز اور مستقبل کی سمت

کنزیومرواچ رپورٹ

**یورپی منڈی میں مسلسل اضافہ**

مالی سال 2026 کے ابتدائی دو ماہ (جولائی تا اگست) میں پاکستان کی ٹیکسٹائل برآمدات میں نمایاں اضافہ دیکھا گیا۔ یورپی یونین کو برآمدات 13 فیصد بڑھ کر 1.3 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جو گزشتہ سال کی ایک ارب 14 کروڑ 90 لاکھ ڈالر کی سطح سے زیادہ ہیں۔

ہے کہ
برطانیہ پاکستانی

میں
ملبوسات اور ٹیکسٹائل مصنوعات کے درمیان مانگ میں اتار چڑھاؤ دیکھا گیا۔ بنگلہ دیش کو برآمدات زیادہ تر خام مال جیسے کپڑا اور دھاگے کی شکل میں ہوئیں۔ مالی سال 2022 میں برآمدات 12 کروڑ 90 لاکھ ڈالر کی بلند ترین سطح پر تھیں، جو بعد کے برسوں میں کم ہوئیں۔ تاہم، مالی سال 2025 اور 2026 میں معمولی بحالی دیکھنے میں آئی اور حالیہ برآمدات

برآمدات
مالی سال 2026

پاکستان ٹیکسٹائل کونسل کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ یہ شعبہ بے پناہ ترقی کی صلاحیت رکھتا ہے، تاہم کئی چیلنجز بھی درپیش ہیں۔

توانائی کے بلند نرخ: پاکستان میں بجلی اور گیس کے نرخ علاقائی حریفوں جیسے بنگلہ دیش اور ویتنام کے مقابلے میں زیادہ ہیں، جس سے لاگت بڑھ جاتی ہے۔

اجرتی ڈھانچے میں عدم توازن: مزدوروں کی اجرتیں مقامی سطح پر کم اور عالمی سطح پر غیر مسابقتی ہیں، جس سے پیداواریت اور معیار متاثر ہوتا ہے۔

کمپلائنس اخراجات: عالمی سطح پر ماحولیاتی اور مزدور حقوق کے معیار پر پورا اترنے کے لیے درکار سرمایہ کاری مقامی صنعت کے لیے مہنگی ثابت ہو رہی ہے۔

منڈیوں پر انحصار: یورپی یونین پر زیادہ انحصار پاکستان کو خطرے میں ڈالتا ہے۔ اگر یورپ میں کساد بازاری یا تجارتی رکاوٹیں آئیں تو پاکستانی برآمدات کو شدید نقصان ہو سکتا ہے۔

**مستقبل کا منظرنامہ اور پالیسی سفارشات**

ماہرین کے مطابق اگر حکومت فوری اور دانشمندانہ اقدامات کرے تو پاکستان کی ٹیکسٹائل صنعت نہ صرف خطے میں بلکہ دنیا میں بھی مسابقتی پوزیشن حاصل کر سکتی ہے۔

سفارشات:

علاقائی سطح پر مسابقتی توانائی اور اجرتی پالیسیاں اپنائی جائیں۔

ٹیکس رجیم کو معقول بنایا جائے تاکہ صنعتوں پر غیر ضروری دباؤ کم ہو۔

کمپلائنس اخراجات کے لیے آسان اور سستی فنانسنگ فراہم کی جائے۔

نئی منڈیوں کی تلاش اور جدت پر زور دیا جائے تاکہ یورپ اور امریکا پر انحصار کم ہو۔

ویلیو ایڈڈ مصنوعات کی تیاری میں سرمایہ کاری بڑھائی جائے تاکہ زیادہ زرمبادلہ حاصل کیا جا سکے۔

پاکستان کی ٹیکسٹائل برآمدات ایک اہم موڑ پر کھڑی ہیں۔ جہاں ایک طرف یورپی یونین میں برآمدات میں اضافہ اور ویلیو ایڈڈ سیکٹر کی ترقی امید دلاتی ہے، وہیں دوسری جانب توانائی کے بلند نرخ، اجرتی ڈھانچے کی کمزوریاں اور منڈیوں پر انحصار خطرے کی گھنٹی بجا رہے ہیں۔

اگر بروقت اقدامات نہ کیے گئے تو یہ شعبہ عالمی مسابقت میں پیچھے رہ سکتا ہے۔ تاہم، درست حکمتِ عملی کے ساتھ پاکستان اپنی ٹیکسٹائل صنعت کو خطے میں ایک بڑی طاقت بنا سکتا ہے۔

یورپی یونین (ای یو-27) بدستور پاکستان کی سب سے بڑی برآمدی منڈی ثابت ہوئی ہے۔ یہ اضافہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ پاکستان کی ٹیکسٹائل مصنوعات یورپی صارفین کے ذوق اور معیار کی ضروریات پر پورا اتر رہی ہیں۔ تاہم، یہ انحصار بھی خطرناک ہے کیونکہ یورپ میں طلب میں اتار چڑھاؤ کی صورت میں پاکستان کی برآمدات پر فوری اثر پڑ سکتا ہے۔

**امریکا میں جمود، برطانیہ میں بہتری**

امریکا کو

برآمدات 87 کروڑ 80 لاکھ ڈالر پر جمی رہیں، جو پچھلے پانچ سال سے تقریباً یکساں سطح پر ہیں۔ مالی سال 2022 میں امریکا کو برآمدات 89 کروڑ 40 لاکھ ڈالر کی بلند ترین سطح پر تھیں، مگر اس کے بعد معمولی کمی کا رجحان سامنے آیا۔ اس کے برعکس، برطانیہ میں مستقل بہتری دیکھنے میں آئی ہے۔ مالی سال 2022 کی اسی مدت میں 28 کروڑ 80 لاکھ ڈالر کی برآمدات مالی سال 2026 میں بڑھ کر 30 کروڑ 90 لاکھ ڈالر تک پہنچ گئیں۔ یہ 7.3 فیصد اضافہ اس بات کا ثبوت

مصنوعات کے لیے ایک ابھرتی ہوئی اور مستحکم منڈی ہے۔

**چھوٹی منڈیاں: یو اے ای اور بنگلہ دیش**

چھوٹی مگر اہم منڈیوں میں مختلف رجحانات دیکھنے میں آئے۔ متحدہ عرب امارات کی منڈی گزشتہ پانچ سالوں میں دوگنی سے زیادہ ہو چکی ہے۔ مالی سال 2022 میں برآمدات محض 5 کروڑ ڈالر تھیں جو مالی سال 2026 میں بڑھ کر 10 کروڑ 10 لاکھ ڈالر تک جا پہنچیں۔

تاہم، یو
اے
ای

12 کروڑ 10 لاکھ ڈالر ریکارڈ ہوئیں۔

**روایتی بمقابلہ ویلیو ایڈڈ مصنوعات**

پاکستان کی ٹیکسٹائل صنعت دو حصوں پر مشتمل ہے: روایتی ٹیکسٹائل (یعنی کاٹن یارن اور فیبرک) ویلیو ایڈڈ مصنوعات (ملبوسات، نٹ ویئر، تیار شدہ اشیا)

**روایتی ٹیکسٹائل کی کمزوری**

کاٹن یارن اور فیبرک کی برآمدات میں مسلسل کمی دیکھی گئی۔ مالی سال 2022 میں یہ برآمدات 68 کروڑ 50 لاکھ ڈالر تھیں جو مالی سال 2026 میں کم ہو کر 52 کروڑ 30 لاکھ ڈالر رہ گئیں۔ اگرچہ اگست 2025 میں جولائی کے مقابلے میں 9 فیصد ماہ بہ ماہ بہتری ہوئی، لیکن مجموعی رجحان نیچے کی طرف ہے۔

**ویلیو ایڈڈ مصنوعات کی ترقی**

اس کے برعکس ویلیو ایڈڈ سیکٹر میں نمایاں اضافہ ہوا۔ مالی سال 2022 میں 2 ارب 28 کروڑ ڈالر کی

میں بڑھ کر 2 ارب 69 کروڑ ڈالر تک جا پہنچیں، یعنی تقریباً 17.9 فیصد اضافہ۔

نٹ ویئر کی برآمدات میں 16.8 فیصد اضافہ

نان نٹ ملبوسات میں 10.5 فیصد اضافہ

دیگر تیار شدہ اشیا میں 10.4 فیصد اضافہ

اس طرح ویلیو ایڈڈ سیکٹر مجموعی طور پر 12.6 فیصد بڑھ گیا، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ عالمی سطح پر تیار شدہ ملبوسات اور جدید مصنوعات کی مانگ زیادہ ہے۔

**ماہ بہ ماہ کارکردگی کا تجزیہ**

اگرچہ سالانہ اعداد و شمار میں بہتری دکھائی دیتی ہے، لیکن ماہ بہ ماہ کارکردگی کمزور رہی۔ اگست 2025 میں برآمدات ایک ارب 25 کروڑ ڈالر رہیں، جو اگست 2024 کے مقابلے میں 7 فیصد اور جولائی 2025 کے مقابلے میں 13 فیصد کم ہیں۔ اس کمی سے ظاہر ہوتا ہے کہ عالمی منڈی میں مقابلہ سخت ہے اور بیرونی عوامل جیسے طلب و رسد کے دباؤ کا براہِ راست اثر پاکستان کی برآمدات پر پڑ رہا ہے۔

**چیلنجز: توانائی اور اجرتی ڈھانچے**

# زرعی ایمرجنسی کی ضرورت: سیلابی تباہ کاریوں کے بعد پاکستان کا مستقبل

کنزیومرواچ رپورٹ

پاکستان حالیہ ہفتوں میں بدترین قدرتی آفات کا سامنا کر رہا ہے۔ ملک بھر میں آنے والے تباہ کن سیلابوں نے نہ صرف لاکھوں افراد کو متاثر کیا ہے بلکہ زرعی شعبے کو بھی ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ کھڑی فصلوں کی بربادی، بنیادی ڈھانچے کی تباہی، دیہی معیشت کی زبوں حالی اور غذائی تحفظ کے شدید خدشات نے صورتِ حال کو ایک ہنگامی بحران میں بدل دیا ہے۔

پاکستان بزنس فورم (پی بی ایف) نے اس صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے وزیراعظم شہباز شریف کو ایک تفصیلی خط لکھا ہے، جس میں فوری طور پر "زرعی ایمرجنسی" نافذ کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ پی بی ایف نے یہ مؤقف اپنایا ہے کہ موجودہ حالات معمول کے اقدامات سے قابو میں نہیں لائے جاسکتے بلکہ ایک جامع اور غیر معمولی حکمتِ عملی کی ضرورت ہے۔

**فصلوں کی تباہی اور غذائی تحفظ کا بحران**

سیلاب نے سب سے زیادہ تباہی پنجاب کے وسطی اور جنوبی علاقوں میں مچائی ہے، جہاں ملک کی بڑی زرعی پیداوار کا انحصار ہوتا ہے۔ ابتدائی جائزوں کے مطابق:

چاول کی تقریباً 60 فیصد فصل ضائع ہو چکی ہے۔

کپاس کی پیداوار کا 35 فیصد ختم ہو گیا ہے۔

گنے کا تقریباً 30 فیصد متاثر ہوا ہے۔

یہ نقصانات صرف کھیتوں تک محدود نہیں رہیں گے بلکہ اس کے اثرات قومی معیشت اور غذائی تحفظ پر براہِ راست پڑیں گے۔ زرعی اجناس کی کمی قیمتوں میں اضافہ کرے گی اور پہلے سے مہنگائی کے بوجھ تلے دبے عوام کو مزید مشکلات کا سامنا ہوگا۔

فورم نے خبردار کیا ہے کہ اگر بروقت اقدامات نہ کیے گئے تو سندھ بھی پنجاب جیسی تباہی سے دوچار ہوسکتا ہے۔ اس وقت دریائے سندھ کے کناروں پر لاکھوں افراد خطرے میں ہیں جبکہ راوی، چناب اور ستلج کے کنارے تقریباً 18 لاکھ افراد پہلے ہی بری طرح متاثر ہو چکے ہیں۔

**معیشت پر سیلاب کے اثرات**

پاکستان کی معیشت پہلے ہی کئی چیلنجز کا سامنا کر رہی ہے، جن میں بڑھتا ہوا مالی خسارہ، بیرونی قرضے، افراطِ زر اور زرِمبادلہ کے محدود ذخائر شامل ہیں۔ زرعی شعبے کی تباہی نے ان مشکلات کو کئی گنا بڑھا دیا ہے۔

دیہی معیشت، جو ملک کی بڑی آبادی کے روزگار کا ذریعہ ہے، شدید خطرے میں ہے۔ کسان نہ صرف اپنی فصلوں سے محروم ہو گئے ہیں بلکہ ان کے لیے اگلی کاشت بھی خطرے میں ہے کیونکہ بیج، کھاد اور پانی کی دستیابی متاثر ہو چکی ہے۔ اس کے نتیجے میں دیہی غربت، بے روزگاری اور غذائی قلت میں اضافہ ہوگا۔

**پی بی ایف کے مطالبات اور تجاویز**

پاکستان بزنس فورم نے موجودہ بحران سے نمٹنے کے لیے کئی تجاویز پیش کی ہیں، جن میں فوری اور طویل المدتی اقدامات شامل ہیں:

**زرعی ایمرجنسی کا نفاذ:**

فورم نے مطالبہ کیا ہے کہ وفاقی حکومت باضابطہ طور پر زرعی ایمرجنسی نافذ کرے تاکہ وسائل اور اداروں کو ہنگامی بنیادوں پر متحرک کیا جاسکے۔

**کسانوں کے لیے بلاسود قرضے:**

چھوٹے اور درمیانے درجے کے کسانوں کو دوبارہ کاشت کے لیے 20 لاکھ روپے تک کے بلاسود قرضے فراہم کیے جائیں تاکہ وہ اپنی زندگیوں اور زمینوں کو بحال کر سکیں۔

**نہری نظام کی بحالی اور بہتری:**

پنجاب اور سندھ میں نہری نظام کی مرمت اور توسیع کے منصوبے شروع کیے جائیں تاکہ مستقبل میں پانی کے بہاؤ کو مؤثر طریقے سے قابو کیا جا سکے۔

**ڈھانچہ جاتی اصلاحات:**

دریاؤں کے کناروں پر غیر قانونی تجاوزات کا خاتمہ۔

صوبائی آبپاشی اور ریونیو محکموں کو مضبوط بنانا۔

کمیونٹی سطح پر پانی ذخیرہ کرنے کے منصوبے۔

**قیمتوں کا کنٹرول:**

ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری روکنے کے لیے ضلعی سطح پر پرائس کنٹرول کمیٹیوں کو فعال بنایا جائے تاکہ ضروری اجناس کی مصنوعی قلت پیدا نہ ہو۔

**اجناس کی درآمد:**

متوقع قلت کو مدنظر رکھتے ہوئے فورم نے اقتصادی رابطہ کمیٹی (ای سی سی) سے مطالبہ کیا ہے کہ گندم اور چاول کی درآمد سرکاری اور نجی دونوں شعبوں کے ذریعے اجازت دی جائے تاکہ قیمتوں میں استحکام رہے۔

**ایک ہنگامی اور پائیدار حکمتِ عملی کی ضرورت**

پی بی ایف کے صدر خواجہ محبوب الرحمٰن کے مطابق اب وقت آچکا ہے کہ پاکستان اپنی زرعی پالیسیوں کو ازسرنو ترتیب دے۔ ان کے مطابق:

"ردعمل پر مبنی منصوبہ بندی کا وقت ختم ہو چکا ہے۔"

"سیلاب کو صرف تباہی کے طور پر دیکھنے کے بجائے ہمیں سیکھنا ہوگا کہ ان پانیوں کو وسائل میں کیسے بدلا جائے۔"

انہوں نے حکومت کے ساتھ مل کر ایک ایسا پالیسی فریم ورک بنانے کی پیشکش کی ہے جو زرعی شعبے کو مستحکم کرے اور ملک کے غذائی مستقبل کو محفوظ بنائے۔

تجزیہ: یہ وقت معمول کی پالیسیوں کا نہیں

پاکستان کی تاریخ میں کئی مرتبہ سیلاب آچکے ہیں لیکن ان کے بعد اکثر حکومتوں کا ردعمل عارضی اور جزوی نوعیت کا رہا ہے۔ نتیجتاً ہر نئے سیلاب کے ساتھ نقصانات بڑھتے گئے۔ موجودہ صورتحال اس بات کی متقاضی ہے کہ فوری ریلیف کے ساتھ ساتھ طویل المدتی ڈھانچہ جاتی اصلاحات بھی کی جائیں۔

اگر بروقت اور مربوط اقدامات کیے گئے تو:

زرعی پیداوار کو بحال کیا جاسکتا ہے۔

غذائی بحران سے بچا جاسکتا ہے۔

کسانوں کا اعتماد بحال ہوسکتا ہے۔

دیہی معیشت کو دوبارہ کھڑا کیا جاسکتا ہے۔

دوسری صورت میں یہ بحران ایک طویل انسانی اور معاشی ایمرجنسی کی شکل اختیار کرسکتا ہے، جس کے اثرات نہ صرف موجودہ نسل بلکہ آنے والی نسلوں پر بھی مرتب ہوں گے۔ پاکستان اس وقت ایک بڑے چیلنج کے دہانے پر کھڑا ہے۔ سیلابی پانی کا پھیلاؤ جاری ہے اور ریلیف سرگرمیاں کمزور دکھائی دے رہی ہیں۔ ایسے میں پاکستان بزنس فورم کا مطالبہ ایک سخت انتباہ ہے کہ حکومت فوری طور پر فیصلہ کن اقدامات کرے۔ یہ صرف قدرتی آفت سے نمٹنے کا معاملہ نہیں بلکہ پاکستان کے زرعی مستقبل اور غذائی تحفظ کا سوال ہے۔ اگر زرعی ایمرجنسی نافذ کر کے مؤثر اقدامات کیے گئے تو موجودہ نقصان کو کم کیا جا سکتا ہے اور مستقبل کے خطرات سے بچا جا سکتا ہے۔ بصورتِ دیگر یہ بحران ایک ایسی شکل اختیار کرسکتا ہے جسے قابو پانا مشکل ہو جائے گا۔ پاکستان کے پاس انتخاب واضح ہے: یا تو یہ بحران ایک جاگنے کی کال ثابت ہوگا، یا پھر یہ ملک کو مزید معاشی اور انسانی تباہی کی طرف دھکیل دے گا۔

# پاکستان کرسچن رائٹرز گلڈ کے تحت جشن آئرین فرحت کی شاندار تقریب

## صدارت ڈاکٹر فاطمہ حسن، مہمان خصوصی ڈاکٹر نثار احمد نثار، مہمان اعزازی عنبرین حسیب عنبر، سہیل ساجد اور امتیاز گل

## مقررین میں حمید ہنری، صائمہ صمیم، آرتھر برکی آرتھر اور فرزانہ خان شامل، زیفرین صابر نے آئرین فرحت کا حمدیہ کلام پیش کیا

## یاسر سعید صدیقی نے مہمانوں کو اسٹیج پر بٹھایا اور پھر سلمان صدیقی کو نظامت کے فرائض سونپے، تقریب کا نظم وضبط عمدہ تھا

## نجمن پاسکل اور آرتھر برکی آرتھر کی عمدہ کاوش، اعظم پرویز اعظم اور خانزادہ عتیق الرحمن نے بہت خوبصورت منظوم کلام پیش کیا

## صفدر علی انشاء، عارف پرویز نقیب، انتھونی فیلکس، یاسمین یاس، شبیر نازش، سبین، یاسر سعید صدیقی، احمد سعید، گل افشاں، علی کوثر، تاجور شکیل، کنیز منظور، طارق جمیل، فاروق عرشی، وقار زیدی، ہما ساریہ، شہاب شائق، انجینئر زین العابدین و دیگر شخصیات کی شرکت

رپورٹ: نشید آفاقی

آئرین فرحت شاندار شاعرہ، عمدہ نظامت کار اور بہترین معلمہ ہیں وہ محبت کا پیکر ہیں، محبتیں بانٹتیں اور سمیٹتیں ہیں ان خیالات کا اظہار مقررین نے آئرین فرحت کی سالگرہ کی مناسبت سے پاکستان کرسچن رائٹرز گلڈ کی جانب سے منعقدہ ایک پروقار تقریب جشن آئرین فرحت سے خطاب کرتے ہوئے کیا، یہ تقریب نجمن پاسکل عدید اور آرتھر برکی آرتھر کی پرخلوص کاوشوں کا نتیجہ تھی تقریب کی صدارت لیجنڈری شخصیت ڈاکٹر فاطمہ حسن نے کی مہمان خصوصی ڈاکٹر نثار احمد نثار تھے مہمان اعزازی معروف شاعرہ عنبرین حسیب عنبر، سہیل ساجد اور امتیاز گل تھے، زیفرین صابر نے آئرین فرحت کا حمدیہ کلام پیش کیا، یاسر سعید صدیقی نے مہمانوں کو اسٹیج پر بٹھایا اور پھر سلمان صدیقی کو نظامت کے فرائض سونپے، اعظم پرویز اعظم اور خانزادہ عتیق الرحمن نے بہت خوبصورت منظوم کلام کے ذریعے آئرین فرحت کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے مزید کہا کہ آئرین اتنی خوش مزاج ہیں کہ اگر کوئی شخص اداس یا مایوس بھی ہو تو ان سے بات کرکے اس کا موڈ خوشگوار ہو جاتا ہے، انھوں نے کہا کہ جب آئرین فرحت نے لکھنا شروع کیا تو اسی وقت ان کے عظیم شاعرہ بننے کی پیشگوئی کر دی گئی تھی، ان کا تخیل اور اٹھان اتنی اچھی ہے کہ ان کا مجموعہ کلام ہوا کا رخ بدلنا چاہتی ہوں نے ریکارڈ مقبولیت حاصل کی۔ آئرین فرحت کے بارے میں جتنا کہا جائے کم ہے۔ آئرین فرحت کی کامیابی میں ان کے شوہر زیفرین صابر کا بھی بہت بڑا کردار ہے، اسی لئے دونوں کو ادب کے ہیر رانجھا بھی کہا جاتا ہے، انھوں نے کہا کہ ہر شخص اپنی پہچان، مقام اور تجربہ رکھتا ہے اسلئے آئرین فرحت کا تقابل کسی اور سے نہیں کیا جاسکتا۔ مقررین میں حمید ہنری، صائمہ صمیم، آرتھر برکی آرتھر اور فرزانہ خان شامل تھے جبکہ مہمان اعزازی عنبرین حسیب عنبر نے بہترین گفتگو سے حاضرین کے دل موہ لئے مہمان خصوصی ڈاکٹر نثار احمد نثار نے آئرین فرحت کے ادبی اور علمی خاندان کے بارے میں بتایا۔ مسند صدارت پر فائز ڈاکٹر فاطمہ حسن نے اپنے اس جملے سے اپنی محبت کا اظہار کیا کہ مجھے اس پروگرام کا دعوت نامہ ملا تو میں نے فوراً ہاں کر دی، آئرین فرحت نے اپنا کلام نذر سامعین کیا اور شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں اپنے پیاروں کی بیحد شکر گزار ہوں جنہوں نے بے پناہ محبت کا اظہار کیا مجھ پر یہ محبت قرض ہے جو میں کبھی چکانا نہیں چاہوں گی کیونکہ رابطہ اسی طرح بحال رہ سکتا ہے تھوڑے گلے شکوے، کچھ شکائتیں اور ڈھیر ساری دعائیں اور محبتیں ساتھ ساتھ رہیں، تقریب میں آئرین کے ادبی دوست صفدر علی انشاء، عارف پرویز نقیب، انتھونی فیلکس، یاسمین یاس، شبیر نازش، سبین، یاسر سعید صدیقی، احمد سعید، گل افشاں، علی کوثر، تاجور شکیل، کنیز منظور، طارق جمیل، فاروق عرشی، وقار زیدی، ہما ساریہ، شہاب شائق بھی موجود تھے خاندان کے افراد کے ساتھ ساتھ آئرین فرحت کا اسٹاف بڑی تعداد میں شرکت کے لئے آیا تھا اس کے علاوہ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے بھی اس تقریب میں شرکت کر کے اپنی محبت کا ثبوت دیا، تقریب میں آئرین فرحت کو درجنوں گلدستے اور تحائف پیش کئے گئے، سالگرہ کا گیت بھی حاضرین نے مل کر گایا۔

ایڈیٹر: نشید آفاقی

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

صارفین سے سرکار تک

# کنزیومر واچ

# CONSUMER WATCH PAKISTAN

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793


H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی فون نمبر: 021-34528802-3